

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت معصومہ رحمہ

تحقیق و نگارش

سید مراد علی جعفری

ادارہ تحقیق و دانش مشرق

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶
۹۲۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.page.tl

sabeelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

<http://fb.com/ranajabirabbas>

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے پروردگار !

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ
فَظَاهِرَ اللَّهُ لَنَا وَلِإِنَّكَ بِأَنْتَ نَبِيَّكَ لَأَنْتَ بِأَنْتِمْ
رَسُولُكَ حَتَّى لَا يَظْفَرُ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَّا مَرَاقَهُ
وَيُحِقُّ الْحَقَّ وَيُحَقِّقُهُ وَاجْعَلْهُ اللَّهُ مَفْرَعًا
لِمَظْلُومِي عِبَادِكَ وَنَاصِرًا لِمَنْ لَا يَجِدُ لَهُ نَاصِرًا
غَيْرَكَ وَمُجِدِّدًا لِمَا عَظِلَ مِنْ أَحْكَامِ كِتَابِكَ وَ
مُشِيدًا لِمَا وَرَدَ مِنْ أَمْرِ دِينِكَ وَسَائِرِ نَبِيِّكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ

برو بحر میں فساد دیکھا گیا، اور خود لوگوں ہی کے ہاتھوں، اے
معبود اب اپنے ولی (صاحب العصر) کو جو تیرے نبی کا نواسہ ہے اور
تیرے رسول ہی کا ہمنام ہے ظاہر فرما دے کہ کوئی باطل ایسا نہ ملے جس کا
پروردگار نہ کر دے اور حق کو حق ثابت کر کے رہے، اے پروردگار !
اس کو اپنے ظلم بندوں کا پشت پناہ، اور جس بے کس کا تیرے سوا کوئی
نہ ہو، اس کا مددگار، پروردگار اُسے جلد لا کر تیرے کتاب کے جو احکام مغل
ہو رہے ہیں انہیں دوبھر سے جاری و ساری کر دے اور تیرے دین کی نشانی
اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو مستحکم کر دے۔

انتظارِ ظہورِ امیرِ خدا

ادارہ تحقیق دانش مشرق

حقوق غیر محفوظ

| | |
|------------|-----------------------|
| نام کتاب : | حضرت معصومہ قم |
| کاوش : | سید مراد علی جعفری |
| کتابت : | عبدالقیوم |
| تعداد : | ایک ہزار |
| ناشر : | ادارہ تحقیق دانش مشرق |
| شرط حصول : | _____ |

مراکز حصول

- (۱) افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور
 - (۲) العصر اسلامک بک سینٹر
 - (۳) محفوظ بک انجمنی مارٹن روڈ، کراچی۔
 - (۴) عباسی کتب خانہ جو نامہ رکیٹ کراچی۔
 - (۵) حسن جعفری کرویسی بروک لائن
 - (۶) اسلامک تھمشری ایسوسی ایشن
- فون : 7223686
- فون : 7248642
- فون : 424286
- فون : 746809
- فون : 2654672 - 718-01
- فون : 4276 - 463 - 403-۹
- نیو یارک (یو۔ ایس۔ اے)
- آف ایڈمنسٹریشن کینیڈا۔

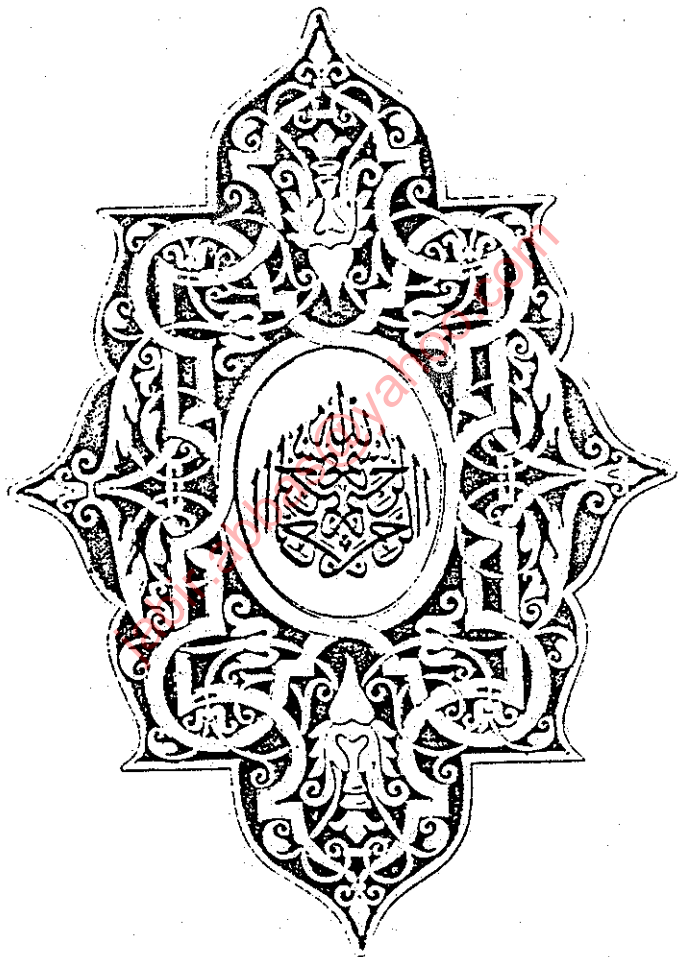


سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
 إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ، وَلَقَدْ
 جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ
 هُدًى وَرَحْمَةً، وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ
 الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ
 رَبِّكَ بِالْحَقِّ، وَلَا يَزِيدُ الَّذِينَ
 أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ. وَمَا اخْتَلَفَ
 الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ
 مَا جَاءَهُمْ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ.
 وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ
 مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ
 الظَّالِمِينَ. وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ
 إِنْ يَشْعُرُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا
 يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا. ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ
 مِنَ الْعِلْمِ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ

اَفْتَدَى . فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا
لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ
هَدَانَا اللّٰهُ . وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ
الَّذِينَ اصْطَفٰى ، اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ
هُمْ الْمُهْتَدُونَ .



اداره تحقيق دانش مشرق





مَالِكِ الْمَلَكِ ، لَا تُشْرِكْ لَهُ
وَحْدَهُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

صُوفِيا گر بہشت می طلبند
ذکرِ شان لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

شمس تبریز گر خدا طلبی
خوش بخوان لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ



حضرت شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ علیہ



رَأْسَايَرِيدَ اللَّهِ لِيَذْهَبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ
أَفْهَلُ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ٥

الأحزاب - ٥٢

اداره تحقيق و نشر مشرق



حضرت علی مرتضیٰ رضا

الشہید سنہ ۴۰۷ھ
۶۶۱ء

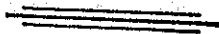
أَمِنْ بَعْدِ تَكْفِينِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهِ
بِأَثْوَابِهِ أَسَى عَلَى هَذَا لِي ثَوَى
وَرَأَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ فِيْنَا فَلَنْ نَرَى
بِذَلِكَ عَدِيْلًا مَا حِينَا مِنَ الرَّدَى
وَكَانَ لَنَا كَالْحِضْنِ مِنْ دُونِ أَهْلِهِ
لَهُ مَعْقِلٌ حَرُّهُ حَرُّ نَارٍ مِنَ التَّوْبَى
وَكُنَّا بِمَنْزَاهُ نَرَى الشُّوْرَ وَالْهُدَى
صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ بَيْنَنَا أَوْغْتَدَى
لَقَدْ عَشِيْنَا ظُلْمَةً بَعْدَ مَوْتِهِ
نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلَى ظُلْمَةِ الدُّجَى
يَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَاغِرَ وَالْحَشَا
وَيَا خَيْرَ مَنْبِتِ ضَمَّةِ التُّرْبِ وَالنُّرَى

كَانَ أَمْرُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضَمِنْتَ
 سَفِينَتَهُ مَوْجٍ حِينٍ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا
 قَضَا قَضَاءَ الْأَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْمَةٍ
 لِقَدْ رَسُولُ اللَّهِ إِذْ قِيلَ قَدْ مَضَى
 فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ
 كَصَدْعِ الصَّخَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّخَا
 فَلَنْ يَسْتَوْفِيَ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيبَةً
 وَلَنْ يَجْعَلَ الْعَظِيمُ الَّذِي مِنْهُ وَهْيُ
 فِي كُلِّ وَفْتٍ لِلصَّلَاةِ يَهْبِجُهُ
 بِإِلَاحِ كَيْدِ عَوَا يَا سَمِيعُ كُلَّمَا دَعَا

ترجمہ

- نبی کو کپڑوں میں کنفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے کے غم میں غمگین ہوا، جو خاک میں جا بسا۔
- رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے۔
- رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی۔
- ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے، صبح بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے۔

- ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔
- انسانی بدن اور اس کے پہلو جنسی شخصیتوں کو چھپانے ہوئے ہیں ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اللہ آپ ان تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں۔
- گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں ڈر گیا ہے جو اس موج میں ہے جو موج خرابی کے بعد بلند ہوتی ہے۔
- زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے۔
- مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہہ سنا ممکن ہے۔
- اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔
- اللہ ہر نماز کے وقت بلالؓ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں، جب کہ وہ (بلالؓ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔





حضرت فاطمة الزهراء

(المتوفى ۱۱۳۴ھ)

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تَرْبَةً أَحْمَدَ
الْأَيْشَمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
صَبَّتَ عَلَى مَصَائِبِ لَوْ أَنَّمَا
صَبَّتَ عَلَى الْآيَامِ صِرَ لِبَا
إِغْبَرَا فَاوُ السَّمَاءِ وَكَوْرَتْ
سَمْسُ النُّجُومِ وَأَظْلَمَ الْأَرْسَانُ
وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَيْتَبُ
أَسْفَا عَلَيْكَ كَثِيرَةٌ الْآخِرَانِ
فَلْيُبْنِكُمْ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا
يَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النُّجُومُ
يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْبَارِكِ صَلَوَةٌ
صَلِّ عَلَيْكَ مَسْرُورُ الْفُرَّانِ

مترجمہ

- جس نے ایک مرتبہ بھی احمد مجتبیٰ کی قبر سونگھ لی، مفاصلہ نہیں ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور محسوس نہ کرے۔
- (حضرت کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر یہ بیتیں "دنوں پر ٹوٹیں تو دن" راتوں میں تبدیل ہو جائے۔
- آسمان کے اطراف غبار آلود ہو گئے اور لپیٹ دیا گیا، دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سا راز مانہ۔
- اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے، اُن کے غم میں سراپا ڈوبی ہوئی ہے۔
- آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی اُن پر، اے اُن لوگوں کے فخر جن پر روشنیاں چمکیں۔
- اے رسولوں کی آخری بابرکت شاخ، آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود بھیجا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت معصومہ قم عظمت نسواں کی علامت ہیں

ادارہ تحقیق دانش مشرق

اوراق کا آئینہ

| نمبر شمار | ترتیب | صفحہ نمبر |
|-----------|--|-----------|
| ۱ | حضرت معصومہ قم غنیمت نسواں کی علامت | ۲۶ |
| ۲ | اسلام سے قبل عورت کی حالت | ۳۰ |
| ۳ | اسلام اور عورت | ۳۲ |
| ۴ | قرآن میں عورت کا مقام و مرتبہ | ۳۳ |
| ۵ | عورت کی با عظمت شخصیت ہمیشہ اس کے نور ایمان کے ذریعے جس کو گریب ہوئی ہے۔ | ۳۴ |
| ۶ | احادیث و روایات اہل بیت | ۳۸ |
| ۷ | قرآن مجید | ۴۰ |
| ۸ | حضرت بنی بنی حواء | ۴۵ |
| ۹ | حضرت حاجرہ | ۴۶ |
| ۱۰ | حضرت سارہ | ۴۷ |
| ۱۱ | حضرت آسیہ | ۴۸ |
| ۱۲ | حضرت مریمؑ | ۵۰ |
| ۱۳ | حضرت آمنہ بنت وہبؑ | ۵۱ |
| ۱۴ | حضرت فاطمہ بنت اسدؑ | ۵۲ |
| ۱۵ | حضرت خدیجہ الکبریٰؑ | ۵۴ |

| صفحہ نمبر | ترتیب | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| ۵۶ | حضرت ام سلمہؓ | ۱۶ |
| ۵۷ | حضرت ام ایمنؓ | ۱۷ |
| ۵۹ | حضرت ام عمارہؓ | ۱۸ |
| ۵۹ | حضرت ام البنینؓ | ۱۹ |
| ۶۰ | حضرت مناتمة الزہراءؓ | ۲۰ |
| ۶۳ | حضرت زینبؓ | ۲۱ |
| ۶۶ | حضرت ام کلثومؓ | ۲۲ |
| ۶۹ | حضرت معصومہ رقم | ۲۳ |
| ۷۳ | سوانح حضرت معصومہ رقم پر ایک سرسری نگاہ | ۲۴ |
| ۷۴ | حضرت معصومہ رقم کے القابات | ۲۵ |
| ۷۸ | حضرت معصومہ رقم کی عصمت | ۲۶ |
| ۸۱ | ولادت باسعادت | ۲۷ |
| ۸۳ | حضرت معصومہ رقم سے بیان کردہ احادیث | ۲۸ |
| ۸۷ | حضرت معصومہ رقم کا شجرہ نسب | ۲۹ |
| ۸۸ | حضرت معصومہ رقم کا بچپن | ۳۰ |
| ۹۰ | حضرت معصومہ رقم کی زندگی | ۳۱ |
| ۹۵ | حضرت معصومہ رقم اور شاہین عباسی | ۳۲ |
| ۹۷ | حضرت معصومہ رقم کی مدینہ سے ہجرت | ۳۳ |
| ۱۰۰ | حضرت معصومہ رقم کا مسافر ارجمال | ۳۴ |
| ۱۰۳ | تعمیر مزار حضرت معصومہ رقم کی مختصر تاریخ | ۳۵ |

| صفحہ نمبر | مترتیب | نمبر شمار |
|-----------|--|-----------|
| ۱۰۴ | محسن ہائے حرم مبارک | ۳۶ |
| ۱۰۶ | ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ | ۳۷ |
| ۱۱۱ | بہن اور بھائی کی محبت | ۳۸ |
| ۱۱۲ | فاطمہ نام کی خواتین | ۳۹ |
| ۱۱۶ | حضرت معصومہ قم کے معجزات و کرامات | ۴۰ |
| ۱۲۳ | زیارت حضرت معصومہ قم کی اہمیت و عظمت | ۴۱ |
| ۱۲۶ | حضرت معصومہ قم کی زیارت کے فوائد | ۴۲ |
| ۱۲۷ | حضرت معصومہ قم کی زیارت کی فضیلت | ۴۳ |
| ۱۴۱ | سفر زیارت کی اہمیت | ۴۴ |
| ۱۴۳ | آداب زیارت | ۴۵ |
| ۱۴۶ | زیارت نامہ حضرت معصومہ قم کا شعوری مطالعہ | ۴۶ |
| ۱۴۸ | اذن دخول | ۴۷ |
| ۱۵۵ | شہر قم پر ایک نگاہ | ۴۸ |
| ۱۵۸ | شہر قم کی عظمت و فضیلت اہل بیت طاہرین کی نگاہ میں۔ | ۴۹ |
| ۱۶۳ | شہر قم کی عظمت و فضیلت علماء کرام کی نگاہ میں۔ | ۵۰ |
| ۱۶۶ | تاریخ قم پر ایک نظر | ۵۱ |
| ۱۶۸ | قم میں امام زادگان کے مقابر | ۵۲ |
| ۱۷۱ | حضرت معصومہ قم کے قرب و جوار میں شاہان وقت کی قبریں۔ | ۵۳ |

| صفحہ نمبر | ترتیب | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| ۱۶۱ | حضرت معصومہ قم کے جوار میں علماء کرام کے مزارات۔ | ۵۴ |
| ۱۶۲ | شہر قم سے تعلق رکھنے والے اصحاب اثر الطاہرین۔ | ۵۵ |
| ۱۶۴ | شہر قم سے تعلق رکھنے والے علماء، مجتہدین و محدثین | ۵۶ |
| ۱۸۱ | شہر قم کی معروف مساجد۔ | ۵۷ |
| ۱۸۲ | شہر قم کے معروف مدارس۔ | ۵۸ |
| ۱۸۳ | شہر قم کے معروف کتب خانے۔ | ۵۹ |
| ۱۸۵ | ماخذ و کتابیات | ۶۰ |
| ۱۸۹ | فردوس کی بنوا میرے باغ سخن میں ہے۔ | ۶۱ |
| ۱۹۲ | بجائی سے جدائی کی سحر آتی ہے لوگو | ۶۲ |
| ۱۹۵ | فکر شنائے مشہد ذی استرام ہے | ۶۳ |
| ۱۹۸ | اے شہر قم تو مشہد ذی استرام ہے | ۶۴ |
| ۱۹۹ | نوتہ بحال حضرت معصومہ قم | ۶۵ |
| ۲۰۰ | درج معصومہ قم | ۶۶ |

مقدمہ

انسان عبارت ہے۔ دو صنفوں سے ایک صنف قوی اور دوسری صنف نازک، دونوں ہی صنفوں کی کردار سازی کے لیے کائنات میں اعلیٰ فوٹے کیے بعد دیکھے آتے رہے۔

قرآن حکیم اور تاریخ اسلام کے مطالعہ سے جہاں ہم جناب حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، پیغمبر اسلامؐ، حضرت علیؑ ابن ابی طالب، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، حمزہؑ، سلمانؑ، ابوذرؑ، بلالؑ، جعفرؑ اور حضرت عباسؑ جیسی شخصیتوں سے روشناس ہوتے ہیں جن کے کارنامے اور جن کی شخصیت ہر لحاظ سے نمونہ عمل ہے۔ ان حضرات کے ساتھ ہی ہمیں ایسی عظیم خواتین کا بھی ذکر ملتا ہے جن کو کسی بھی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا ان محدرات میں جہاں جناب حواءؑ، سارہؑ، باجرہؑ، مریمؑ، آسیہؑ اور ام سلمہؑ، خدیجہؑ، فاطمہ بنت اسدؑ، فاطمہ زہراؑ، زینبؑ اور ام کلثومؑ وغیرہ کا نام آتا ہے اسی طرح اسی سلسلہ کی ایک کڑی فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، جنہیں ہم معصومہ قم کے نام سے یاد کرتے ہیں کی بھی ہے جن کی عظیم شخصیت تاریخ کے صفحات پر سنہرے حروفوں سے نقش ہے۔ لاریب اگر یہاں یہ کہا جائے کہ آپ کی ذات قدسی صفات اسی سیرک سلسلے کی اہم اور آخری کڑی ہے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ آپ

کے سلسلے میں ائمہ اطہار کے اقوال و ارشادات اس کے شاہد ہیں کہ آپ خاندان عصمت و طہارت کی مکمل نمائندہ اور اپنے زمانے میں اس عظیم خاندان سے کے کردار و اعمال کی وارث تھیں۔

حالات زندگی !

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری و لا بدی ہے کہ ہم انہیں چیزوں کے بیان پر اکتفا کر رہے ہیں جو ہمیں تاریخ کی معتبر و مستند کتابوں سے حاصل ہوئی ہیں۔

ولادت !

معصومہ قم کے والد بزرگوار ہمارے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظمؑ اور آپ کی والدہ محترمہ نجمہ خاتون میں جو امام رضاؑ کی والدہ ہیں۔ اس لحاظ سے آپ امام رضاؑ کی حقیقی بہن ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت اول ماہ ذیقعد ۳۱۷ھ بمجرى میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آقائی نجمہ خاتون نے استخراج ۱۳۴۷ھ پر لکھا ہے کہ حضرت معصومہ کی ولادت اول ماہ ذیقعد میں ہوئی۔

سفر خراسان !

بزرگان اہل قم حضرات کا بیان ہے کہ عباس خلیفہ مامون الرشید نے امام رضاؑ کو جس سال مدینہ سے ”مرو“ بلایا تھا اس کے یک سال بعد معصومہ قم نے اپنے بھائی کی زیارت کے لیے مدینہ سے ”مرو“

کا مسفر کیا۔

حضرت معصومہ قم کے ہمسفر!

اس سفر میں جناب معصومہ قم کے چار بھائی ؑ فضل ؑ جمعد
ؑ ہادی اور ؑ قائم کے علاوہ بھتیجے اور خدمت گزار بہادر تھے۔

معصومہ قم کی علالت

مدینہ سے جب مختصر سا قافلہ مقام ”ساوا“ میں پہنچا تو اس کی
خبر مخالفین اور دشمنان اہلبیتؑ کو ہوئی، وہ سارے راستے مسدود کر کے
جنگ پر آمادہ ہو گئے انجام کار اس جنگ میں حضرت معصومہ قم کے
بھائی اور بھتیجے شہید کر دیئے گئے۔ ان شہداء کی تعداد بیس تھی۔
اس حادثے کی خبر جب ابابیان قم کو ہوئی تو وہ حضرات مظلوموں
کی مدد کے لیے دوڑ پڑے لیکن افسوس کہ یہ ملک اس وقت پہنچی جب
تمام برادران معصومہ قم جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ بھائیوں اور بھتیجوں
کی شہادت کا حضرت معصومہ قم پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ سخت بیمار ہو گئیں۔
اس وقت اہل ساوا سخت متعصب سنی تھے اور ان کے قلوب
خانوادہ علوی کے بغض و کینے سے لبریز تھے لہذا معصومہ قم نے وہاں
کے لوگوں سے سوال کیا!

”میرے اور قم کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ جواباً کہا گیا: اس
فرسخ، یہ سن کر آپ نے کہا مجھے جلد از جلد قم پہنچا دو کیونکہ میرے والد
محترم فرماتے تھے کہ شہر قم ہمارے شیعوں کا مرکز ہے۔

اولی سید محمد خاندان - دین محمدی در آن سال که در آن سال است، مسافران
چهارم است، این در آن سال که در آن سال است، مسافران
مسافران، در آن سال که در آن سال است، مسافران
آن سال که در آن سال است، مسافران
- قلم

یخچلہا شہادت لیں کہ یہی امری بخجہ ہے؟ یا جنتی ہے؟
 - سر، ویسے جسکے لایقہ و شہادت ہے کہ وہ جنتی ہے
 اچھے سے سمجھیں، لہذا کہہ دیجئے

কক-

میں نے اپنے دل سے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری ہر بات کو قبول فرمائے اور میری ہر بات کو عمل میں لائے۔

الحمد لله رب العالمين

۱۰- ترغیب و تنبیہ

حضرت معصومہ فرماتے ہیں: "میری سیرت قرآن و حدیث کی روشنی میں ہے۔"

[illegible]

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

ہیں سب سے زیادہ قلیل اور کم

حضرت مسعود بن عمرو کی عظمت و شہرت

[illegible]

<http://fb.com/ranajabirabbas>

[illegible]

تاریخ کتب خطی

خبرنامه آذربایجان

[illegible]

[illegible]

خوبی و بدی و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...

خوب است و بد است و نیک و بد و ...

خوب است و بد است و نیک و بد و ...

خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...
 خوب است و بد است و نیک و بد و ...

[illegible]

۱۲۔ اے محمدؐ! جو بھی کلمہ کی تلاوت کرے اور اسے اس کی نیت سے پڑھے، اسے اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی اور اس کی رضا ہوگی۔ اے محمدؐ! جو بھی کلمہ کی تلاوت کرے اور اسے اس کی نیت سے پڑھے، اسے اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی اور اس کی رضا ہوگی۔

الحمد لله الذي جعل في كل شيء دليلا على قدرته
ويعلم ان الله تعالى هو الغني عن العالمين

الحمد لله الذي جعل في كل شيء دليلا على قدرته
ويعلم ان الله تعالى هو الغني عن العالمين

[illegible]

استقامت

[illegible]

۱- پیشینہ سے اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۲- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۳- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۴- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۵- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۶- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۷- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۸- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۹- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۰- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے

۱۱- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۲- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۳- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۴- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۵- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۶- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۷- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۸- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۱۹- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے
 ۲۰- اس امر پر جو تہذیبی بنیاد پر مبنی ہے

۱۔ جن کی تہذیب و تمدن کے لئے دنیا میں
 ۲۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۳۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۴۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۵۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۶۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۷۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۸۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۹۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں
 ۱۰۔ جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے دنیا میں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

و اما در این کتاب که از اشیای غریبه و نادر است
که در این کتاب مذکور است و در این کتاب
مذکور است و در این کتاب مذکور است

۱۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۲۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۳۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۴۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۵۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۶۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۷۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۸۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۹۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔
 ۱۰۔ کہ جس نے اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ قرار دیتا ہے۔

[illegible]

ایک فن کی سیجہ

کرتے ہیں۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

کرتے ہیں۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

کرتے ہیں۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

تشریح

کرتے ہیں۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

[illegible]

اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ اس کی زندگی میں کبھی
 نہ آئے گا۔ تو اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔

یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔

تو کبھی نہ آئے گا

یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔

یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔
 یہ ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی نہ آئے گا۔

حضرت آیتہ العظمیٰ خاتونِ جنتِ نبویؑ نے پشیمانیوں کو نصرت فرمائی تھی

بسم الله الرحمن الرحيم

۱- قرقندم به هم میرسد

[illegible]

وہاں سے واپس آئے اور اپنے گھر میں آئے۔

[illegible]

[illegible]

سید بنیامین علی نقی

۱- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۲- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۳- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۴- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۵- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۶- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۷- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۸- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۹- کتب و نسخہ ہندوستان
 ۱۰- کتب و نسخہ ہندوستان

[illegible][illegible]

نہایت ہی زیادہ ہے۔ یہ سب کچھ کہہ کر میں نے اپنے دل سے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے

کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے

میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے

میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے

کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے
 کہہ دیا کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے

[illegible]

آپ کے ہاتھ میں ہے۔

الحمد لله الذي جعل في الدنيا ما لا يحصى من النعمان
 ما لا يحصى من النعمان ما لا يحصى من النعمان
 ما لا يحصى من النعمان ما لا يحصى من النعمان
 ما لا يحصى من النعمان ما لا يحصى من النعمان
 ما لا يحصى من النعمان ما لا يحصى من النعمان

محمد اسحاق

- انجمن

سپینہ، انھو نیوے سپینہ فواریہ بہ جزیرہ اسیاتہ، اسیاتیہ

۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے یہ سب کچھ خود کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔

مقاماتِ مبارکہ

۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے یہ سب کچھ خود کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔

میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔
 میں نے یہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔

[illegible]

چند

[illegible]

وہ کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب میری طرف سے ہے۔

منتج المهر الشريف

۱۹۴۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

از طرف حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی

مختصر الہدایہ

۱۔ مختصر الہدایہ کی تالیف مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی نے کی ہے۔
 ۲۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۳۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۴۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۵۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔

۶۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۷۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۸۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۹۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۱۰۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۱۱۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۱۲۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۱۳۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۱۴۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔
 ۱۵۔ اس کتاب میں مولانا صاحب نے اپنے تفسیر کے تحت قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔

[illegible]

و در این شهر که از کتب و خط و کتابخانه بسیار است
در این شهر که از کتب و خط و کتابخانه بسیار است

اسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

شہزادہ کے لئے ایک خاص کمرہ بنایا گیا تھا جس میں ایک بڑا
 تختہ تھا جس پر وہ بیٹھ کر پڑھ لکھ کر گذرانے لگا۔ اس کے
 ساتھ ہی ایک کمرہ تھا جس میں اس کے خاص استاد تھے۔
 ان کے پاس ایک بڑا کتب خانہ تھا جس میں ہزاروں کتب
 تھیں۔ شہزادہ کو پڑھانے کے لئے ان کے پاس ایک بڑا
 مدرسہ تھا جس میں بہت سے شاگرد تھے۔ شہزادہ کو
 پڑھانے کے لئے ان کے پاس ایک بڑا مدرسہ تھا جس میں
 بہت سے شاگرد تھے۔ شہزادہ کو پڑھانے کے لئے ان کے
 پاس ایک بڑا مدرسہ تھا جس میں بہت سے شاگرد تھے۔

[illegible]

تو نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اور اس کی وجہ سے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اور اس کی وجہ سے

الحسنہ و انتہی بہ یہ سب

بعد از مدتی که در این حالت بود.

کہ نہایت ہی سچائی سے کہتا ہے کہ اگر ہم اپنے دل سے
 اللہ کی تعریف و ثناء نہ کریں تو اللہ ہم سے نفرت کرے گا
 اور ہم سے بدشگونی کرے گا۔ یہی سچائی ہے جو ہمیں اللہ سے
 ملنے والی نعمتوں کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

فاطمہ الزہرا ہیں۔

آسیہ کو آنا ہوا انعام و اکرام ایمانی اور انسانی تفریق کی ادائیگی کے صلہ میں ملا اس با عظمت خاتون نے فرعون کے عالیشان محلات کو اپنے حقارت سے ٹھکرا کر بہشت کے ابدی و سرمدی مقام کو حاصل کر لیا اور قیامت تک انہیں بہترین خواتین کے زمرے میں شمار کیا جائے۔ فرعون اپنی آمرانہ حکومت کو طول دینے اور اپنے غلط نظریات کو پھیلانے کے لئے ہرجا اور بربر طریقہ استعمال کرتا رہا لیکن جھوٹی اور فانی قدرت آسیہ کو متاثر نہ کر سکیں تجویزوں نے فرعون کو بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو میری شکست و ہلاکت کا باعث ہوگا۔ لہذا وہ بنی اسرائیل کی زمین اولاد کو مار ڈالتا تھا حضرت موسیٰ جب پیدا ہوئے تو ان کی والدہ یونا وہ نے فرعون کے در سے اپنے بچہ کو شہ کو مندر وق میں ڈالا اور دیانے میں کی موتوں کے سپرد کر دیا۔ دریا کے پانی نے موسیٰ کو فرعون کے محل تک پہنچا دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے ان کو پانی سے سے نکالا اور اپنے شوہر کے خوف سے موسیٰ کی تنبیہ پرورش کا ارادہ کیا۔ اس طرح موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت آسیہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں۔ جب فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت آسیہ کو پہلے تو سمجھایا لیکن جب آپ دین الہی اور موسیٰ کی نبوت سے انکار پر تیار ہوئیں تو فرعون نے جلاوطن کو محکم و پاکر اس کے ہاتھوں اور بیروں میں مغنیں ٹھوک دی جائیں اور اس کے سر پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جائے تاکہ وہ اذیت سے مر جائے۔ آسیہ کو جوں جوں سمجھنے میں کسا جاتا رہا اس کا دل سے رابطہ بڑھتا گیا۔

قرآن مجید اس دردناک منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ اور غلامے مؤمنین کی تسلی کے لئے فرعون کی بیوی آسیہ کی مثال بیان فرماتی ہے کہ جب اس نے دعا کی

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی برگزیدہ و پاک و بابرکت مہمتی کو جنم دیا اور اپنی جان کو آنحضرت کی زندگی پر نچا دیا اس طرح عورت کی عظمت اور تقدس کو اس بلند مقام تک پہنچا دیا کہ اس سے بلند کسی درجہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا آپ کے شوہر گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب آنحضرت کی پیدائش سے قبل ہی اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ شوہر کی وفات پر نبی آمنہ نے کہا کہ عبد اللہ اس وقت تک زندہ رہے جب تک رضائے الہی نہ تھی کہ وہ ان کے فرزند کی ماں بنیں ورنہ عبد اللہ کے بغیر دنیا میں زندہ رہنا بے سود تھا۔ اسلام کے بڑے مورخین نے بھی روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ نہایت پاکیزہ اور شریف خاتون تھیں جن کو انتہائی بلند درجہ حاصل ہوا۔ وہ شوہر کے لئے مہربان بیوی اور بیٹے کے لئے مثال ماں تھیں۔ ایک عرب مورخ ابن اسحق نے لکھا ہے کہ نبی آمنہ جب حاملہ تھیں تو خواب میں یہ آواز سنی تم امت کے سرور کی پرورش کر رہی ہو۔ حضرت آمنہ نے اپنی نیکی، پرمہر گاری اور فذیر خدمت کے ساتھ اپنے شوہر کی خدمت انجام دی اور ایک شفیق ماں بن کر انی اسلام کی پرورش کی۔

حضرت فاطمہ بنت اسد

حضرت فاطمہ بنت اسد ایک ایسے گھر میں پیدا ہوئی تھیں جو روحانیت کا مرکز تھا ان کے دادا اجنباب ہاشم سردار قریش ہونے کے علاوہ کعبہ کے متونی بھی تھے آپ مومنہ کاملہ اور دین الہی پر عامل تھیں آپ ام بامنی ہیں اور تمام امت مسلمہ کو آتش جہنم سے بالواسطہ اور بلاواسطہ نجات دہندہ اور شفیع روز جزا ہیں۔ آپ کی

سیرت پر عمل کرنے والا آتش جہنم سے نجات کا پروانہ حاصل کر لیتا ہے اس لئے کہ آپ
 اللہ پر ایمان رکھتی تھیں اس کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء و مرسلین کی تصدیق کر لیا
 تھیں اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی تمام کتابوں پر آپ کا ایمان تھا۔ تقرب
 الہی کی اس منزل پر پہنچی ہوئی تھیں کہ آپ کی دنیا مستجاب ہو، تھی۔ آپ نے شیع
 روز جزا رحمت العالمین حضرت خاتم الانبیاء کی کفالت و حمایت کی اور ان کو ہر
 خطر سے محفوظ رکھا۔ ان کے بستر پر اپنی اولاد کو لایا تاکہ اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کی نزد
 میں ان کی اولاد آجائے لیکن رسول عربی زندہ ہے وہ خود بخود کی رہی تھیں مسلمانوں
 کے شفاعت کرنے والے رسول کو کھانا کھلاتی تھیں وہ خود نہ پہنتی تھیں مگر رسول عربی
 کو عمدہ لباس پہناتی تھیں جس کا اعتراف حسد کی وفات کے موقع پر خود رسول
 نے ان الفاظ میں کیا ہے فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو جیو کا رکھتی تھیں اور مجھے سیر
 کرتی تھیں۔ اپنے لشکروں کے بالک کو پرانہ رکھتی تھیں لیکن میرے سر میں تیل لگھتی
 کرتی تھیں۔

یہ قدرتی انتظام تھا کہ دنیا کو آتش جہنم سے نجات دلانے والے رسول کی حفاظت
 کے لئے جناب اسد کو بھی عطا کی اور آپ کے بھائی عبدالمطلب کو فرزند عطا کیا تاکہ
 درون خانہ و خراسان کی طرف سے خدمات حمایت رسول انجام دیں اور دشمنوں سے محفوظ
 رکھیں اور بیرون خانہ فرزند عبدالمطلب حضرت ابوطالب زمانہ کی تیز و تند مخالف
 ہواؤں میں پشت پناہ بن جائے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کا بطن مبارک گوہر ایمان
 زعفرانی کے لئے صرف قرار پایا آپ کو پاکیزہ آغوش کن ایمان، قسم نادر و جنت کا
 گوہر و تہ بیت نبی۔ اس طرح بیگانہ خدا کو جہنم سے نجات دلانے اور جنت کا تحقق
 بنانے کا باعث آپ کی ذات ہے۔ آپ کی قومی و ملی خدمات کفالت رسول اور

پرورش دہی و کھانے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اپنے نام فاطمہ کی حقیقی مصلحت میں
 فخر علی فاطمہ بنت اسد کی گھریلو زندگی ایک بے مثال زندگی ہے۔ وہ اپنے
 شوہر حضرت ابو طالب کا بے حد خیال رکھتی تھیں اس کے ساتھ ہی ان کی محبت کا
 مرکز و محور رسول عظیم کی ذات تھی۔ تاویخ شاہد ہے کہ آپ نے شعب ابی طالب میں
 اپنے بچوں کو آپ کے بستر پر ہی کرشموں سے بچا دیا وہ اپنی اولاد سے بھی بے پناہ محبت
 کرتی تھیں لیکن وہ اولاد سے زیادہ رضائے الہی کی عاشق تھیں وہ رسول کی مخالفت
 و نافرمانی اس لئے نہ کرتی تھیں کہ وہ ان کے بھتیجے تھے بلکہ اس لئے کہ آپ نبی تھے
 آپ کو رسالت کی مکمل معرفت تھی اور آپ اسلام لانے والوں میں حضرت خدیجہ کے
 بعد دوسری عورت تھیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ

ملکیت العرب حضرت خدیجہ بنت خویلد بزرگ و بزرگاتون جمال و کمال اور دولت
 و ثروت کے اعتبار سے قبیلہ قریش اور مکہ کی ملکہ خاتون کہلاتی تھیں آپ کا شمار دنیا
 عرب کے مدبر تاجروں میں ہوتا تھا انہیں اپنے تجارت کے پیشہ میں ویس مہارت
 تھی کہ وہ کام جس کے لئے سبازوں مزدور اور دولت مامور تھے، بڑے توصلے اور مدبر
 سے سرانجام دیتی تھیں۔

ان بزرگ اور قدس قانون کا زکاح آنحضرت سے ان کی فراست و ذہانت
 کا اعلیٰ ثبوت ہے، انہوں نے قبیلہ قریش کے ظلم و ستم کا صبر و تحمل سے مقابلہ کیا حضرت
 خدیجہ اکبریٰ کا شمار ان دین و خواتین میں ہوتا ہے جو آنحضرت کے ساتھ مشکل ترین

حالات میں ثابت قدم رہیں اور ان کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک تھیں۔ انہوں نے جو کچھ انحضرت کی زوہر مطہرہ ہونے کی حیثیت سے اسلام کی ترویج و تبلیغ کے لئے دیکھا وہ انہی حضرت کے اصحاب سے کہیں زیادہ وحی کی آمد کا سلسلہ جب انحضرت غار حرا میں قیام پذیر تھے تو آپ روزانہ حضور اکرم کا کھانا اور پانی لے کر پہاڑ پر فرشتے جو لوگ مکہ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں وہ غار حرا کی بلندی اور حضور کے گھر سے فاصلہ کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کس قدر حضور کی خاطر مشقت برداشت فرماتے تھے۔ بلاشبہ حضرت خدیجہ الکبریٰ فی دنیا نے اسلام کی عظیم الشان تاریخ کی اہم شخصیت اور مقدس خاتون تھیں۔ انحضرت آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے یہی وہ تھی کہ آپ کی وفات سے رسول خدا کو بہت صدمہ ہوا اور تاحیات ان کو یاد فرماتے رہے اسی مناسبت سے وفات خدیجہ کے سال کو غم المیزن کہا جاتا ہے۔

حضرت خدیجہ ایک مدت تک حضور اکرم کے ساتھ چھپ کر نماز پڑھاتیں ایسے پر آشوب زمانہ میں آپ نہ صرف نبی کریم کی ہم خیال و نگہداشتیں بلکہ ہر موقع پر بڑی حد تک آپ کی مدد کرتی تھیں۔ اور اپنی عقل و ذہنی سے صدمات کو دور کرتی رہیں، اور مخالفوں اور مشرکوں کی مخالفت غیر نام نہاد کرتی رہیں۔ حضرت خدیجہ کو اللہ نے کئی بیٹے دیئے لیکن آپ کی نسل آپ کی اکوٹی بیٹی حضرت فاطمہ سے چلی آپ نے اپنی اس بیٹی پر بہت مہربان تھیں، امور خانہ داری سے کما حقہ واقف تھیں، گھوکا انتظام بہت اچھا کرتیں۔ انہی خوبیوں کا احساس فرماتے ہوئے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں کائنات ام العیال و وزیرت البیت کہا تھا انحضرت کی حوریم و تعظیم آپ کا شعار تھا اور جو کچھ رسول اللہ فرماتے تھے آپ اس کی تصدیق

کرتی تھیں اور یہ حالت آپ کی ہرزمانہ میں رہی بعثت سے قبل بھی اور بعثت کے بعد بھی۔

حضرت ام سلمیٰؓ

حضرت ام سلمیٰؓ پیغمبر اکرمؐ کی شریک حیات تھیں آپ ایک نیک سیرت و پاک باز خاتون تھیں، آپ کی زندگی سراپا زندگی زخارف و نبوی کی طرف بہت کم تو یہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک بارہن لیا جس میں کچھ سونا شامل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتراض فرمایا تو انارٹو الا دستہ ابن خیل جلد ۶ صفحہ ۱۲۱۵ آپ ہرمہینیہ میں دو شنبہ، جمعرات اور جمعہ تین دن روزہ رکھتی تھیں۔

دمیج بخاری جلد اول صفحہ ۱۹۸

آپ نے گھر کی چار دیواری میں رہ کر ہی اپنے عظیم کردار کے ذریعہ روحانیت کو سر بلند کیا اپنی گود کے پروردہ نو نہالوں کو وہ تعلیم دی جس پر انسانیت کو فخر ہے آپ نے دین و مذہب کی علمی و عملی خدمت کی آپ کا شمار سابقین اسلام میں ہوتا ہے وہ آنحضرتؐ کی نبوت پر سچے دل سے ایمان لائیں تھیں، دین و مذہب کی راہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوئے انہوں نے بزرگیت اور مصیبت کو برداشت کیا وہ جنت کی مہاجرین میں تھیں اور پھر مدینہ بھی ہجرت کر کے اس طرح آئیں کہ اپنی اس بہت و جرات میں وہ انفرادی حیثیت رکھتی تھیں۔ آنحضرتؐ سے قریبی رشتہ تھا لیکن جس طرح آنحضرتؐ کو اپنے عزیزوں کے رشتہ کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے ایمان کے باعث محبت تھی اسی طرح حضرت ام سلمیٰؓ کے

ایمان اور ان کے عمل کی وجہ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ کا شمار پیغمبر اکرمؐ کی ان بیویوں میں ہوتا ہے جو اہل بیت الطاہرین سے ایک خاص لگاؤ رکھتی تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے جنگ تبک کے دوران حضرت علیؓ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا تھا اگر اسلام نے پیغمبرؐ کی بیویوں کو گھر سے نکلنے پر پابندی نہ عائد کی ہوتی تو میں اس حق کی جنگ میں تمہاری جہاز کی کوئی لیکن چونکہ یہ چیز ممکن نہیں اس لئے میں اپنے سب سے عزیز فرزند عمر کو آپ کے ہمراہ کرنا ہوں۔ اس کے بعد ان کے بیٹے عمرؓ ہمیشہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ حضرت علیؓ نے عمرؓ کو بحرین کی حکومت کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ ایک مدت تک "عمر" والی بحرین کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ (طبری جلد ۵ ص ۱۶۷)

ترجمہ شریف میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے عاشور کے دن خواب میں حضرت رسولؐ قدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیغمبرؐ رو رہے ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے پیغمبرؐ کے رونے کا سبب اور اس پریشانی کی وجہ پوچھی رسولؐ خدا نے جواب دیا میرے فرزند حسینؑ کو شہید کر دیا گیا۔ آپؐ اللہ میں عاشور کے اسی دن خواب سے بیدار ہونے کے بعد وفات پائیں۔

حضرت ام امین

آپ حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ کی کنیزوں میں سے تھیں۔ آپ کا تعلق حبش سے تھا۔ حضرت ام امینؓ کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا آپ غزوہ احد و غزوہ خیبر میں شریک ہوئیں۔

ہیں ام البنین کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ آپ کے وطن سے حضرت علی کے پناہیئے ہوئے۔ حضرت ابوالفضل العباسؓ ۱۲، حضرت عبداللہؓ ۳، حضرت عثمانؓ اور حضرت جعفرؓ آپ نے اپنے شوہر کی بے پناہ خدمت کی اور حضرت امام حسنؓ ثانی زہر حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام کھترؓ کی خدمت و پرورش و تربیت فرمائی اور کبھی خود کو ان کی ماں نہ سمجھا ہمیشہ خود کو ان کی کنیز سمجھا اور یہی درس آپ نے اپنے بیٹوں کو بھی دیا۔ آپ نے اپنے چاروں بیٹوں کو عاشورہ کے دن قتل اور اس کے دین اسلام کی راہ میں قربان کر دیا۔ عاشورہ کے بعد حضرت ام البنین دل میں سو گوارہی اور فخر کا ماحول احساس کرتی تھیں ابوالحسنؓ خطبہ کی شرح کامل میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ عاشورہ کے بعد حضرت ام البنین حضرت ابوالفضلؓ العباسؓ کے کم سن بیٹے عبداللہؓ کے ساتھ ہر روز جنت البقیع جاتیں اور وہاں پر حضرت عباسؓ اور سید الشہداء حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کے نام میں اشعار پڑھا کرتیں اور وہ اشعار اتنے پراثر ہوتے کہ مدینہ کے لوگ اس شجاع اور غمزہ ماں کے ارد گرد جمع ہو جاتے۔ اس طرح آپ نے بعد قتل شاہ اپنے اشعار و آنسوؤں کے ذریعہ اہل مدینہ کو زید اور ابن زیاد کے ظلم سے آگاہ کرتی رہیں اور کارِ حسینیؑ اور کارِ زینبؑ انجام دیتی رہیں۔ آپ کی قرباقتیں جنت البقیع میں ہے آپ ایک نیک و پاکباز، متقی، زائدہ شجاع اور اطاعت گزار خاتون تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تاریخ کائنات کی وہ مقدس و محترم شخصیت ہیں جنکی صفات و اوصاف حمیدہ بیان کرنے سے قلم قاصر اور زبان

عاجز ہے۔ تمام اسلامی قوانین میں آپ کا مرتبہ و منزلت بلند ہے آپ وہ واحد قانون
ہیں۔ جن کا باپ معصوم، بن کا شوہر معصوم، جن کے بیٹے معصوم اور خود بھی معصوم ہیں۔
آپ کی زندگی اور تربیت کا ماحول عصمت و طہارت کا ماحول تھا آپ کا عہد طفلی اس
ذات اقدس کے زیر سایہ گزرا جس کی تربیت بلا واسطہ پروردگار نے فرمائی تھی۔

امور خانہ داری اور بچوں کی پرورش کا زمانہ اسلام کی دوسری عظیم ترین شخصیت
یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں گزرا اسی زمانہ میں آپ نے دو معصوم
امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کی تربیت فرمائی اور حیات مند و شریل
پیٹوں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کو نہ صرف اسلامی مسائل کے لئے تیار کیا
بلکہ کربلا کے حوالے سے ان کی تربیت فرمائی۔

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام و غسل، معرفت خدا اور اطاعت رسول و رع و تقویٰ، وفات
و طہارت، تقدس و عظمت اور حسب و نسب کے لحاظ سے قوانین عالم ہیں افضل
ترین خاتون ہیں۔ عورتوں کے لئے بہترین نمونہ عمل اور سر شیعہ علم ہیں۔

خود فرماتی ہیں: "انا جسد علم" میں بحر علم ہوں۔ لیکن آپ نے کاشانہ علی میں
ایک کبھی تک بغور و تکیہ کسی کام کو مار نہ سمجھا تھا گھر کے مشکل کاموں کی بجا آوری سے نہیں
گھبراتی تھیں۔ آپ کی پادری میں بارہ پونڈ تھے کبھی ٹال نہ کیا۔ بچے موعا جاتے تھے
آپ انہیں پنکی جھلکتی تھیں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتی تھیں کبھی لب قرآن

سراہتے اور کبھی ہاتھ آسید گردان، صبح کے وقت جب حضور سرور کائنات صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے جو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی پکی
چلانے کی آواز کانوں میں آتی تو آپ فرماتے تھے: "بار الہا! غافلہ کو اس ریاضت و فطرت
کا اجر دے اور اسے حالت فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔"

سلام اللہ علیہا کو حاصل ہوا ہے وہ کسی اور خاتون کو حاصل نہ ہوا اگر ہمیں ان تمام غریبوں اور کمالات کا مجموعہ اسلام کی کسی اور ہستی میں دیکھنا مقصود ہو تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں جو ثانی زہرا کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا ان چند محترم و عہد س خواتین میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ بے شک انسان کا مہ تمھیں کیونکہ آپ تمام اوصاف حسنہ و کمالات کا مجموعہ تھیں گو کہ آپ معصومہ نہیں تھیں مگر معصومین کی بہن اور معصومین کی بیٹی ضرور ہیں۔ آپ کے بابا اشرف الانبیاء خاتم المرسلین اور رحمت اللعالمین تھے آپ کے باپ ابو الائمہ سید الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کی والدہ گرامی خاتون جنت اشرف النساء حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ آپ کی وادی ملکیت العرب اسلام کی خاتون آں حضرت خدیجہ الکبریٰ تھیں آپ کے بھائی سید شباب اہل الجنۃ حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔ آپ کا تعلق جس گھرانے سے ہے وہ عورت و شرف و تقیدت اور انسانیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے ایسے باپ اور ماں کی عظیم آغوش میں تربیت حاصل کی جو انسانی فیصلت کی منزل کمال تک رسائی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ جناب زینب الکبریٰ سلام اللہ علیہا زہد و تقویٰ اور پاکدامنی کے لحاظ سے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی دوسری تصویر تھیں۔ جناب زینب کا شمار ان بندگانِ خدا میں ہوتا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت اور اس کی معرفت اور اخلاص کے ساتھ کی۔ جناب رسول خدا حضرت امام علیؑ حضرت فاطمہ زہراؑ حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؑ کی نگاہوں میں جناب زینب کی جو قدر و منزلت تھی وہ ان کے

آپ کا علم اور آپ کی پرہیزگاری کی وجہ سے آئمہ نے آپ کو معصومہ کہا ہے اور اسی لیے آپ کی زیارت کرنا باعث ثواب ہے اور آپ کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا۔

ولادت باسعادت

حضرت فاطمہ معصومہ قم بچم ذی قعدہ ۱۰۹ھ کو انوار کے دن مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت نجمہ (ام البنین) نے آپ کی پرورش فرمائی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ گرفتار کیے جا چکے تھے۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اس سے قبل ۳۰ھ میں ہارون الرشید کے پہلے حج کے موقع پھر گرفتار ہو چکے تھے۔

مورخ ابوالفدا، صاحب روایات الایمان نے جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲۱ اور تاریخ احمدی صفحہ ۳۴۹ میں لکھا ہے، اس کے علاوہ علامہ ابن خلکان نے کہا کہ:

ہارون رشید حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ آیا اور زیارت کے لیے روزہ مقدس نبویؐ پر حاضر ہوا اس وقت اس کے گرد قریش اور دیگر قبائل عرب جمع تھے۔ نیز حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا تخت ظاہر کر کے لیے قبر مبارک کی طرف مخاطب ہو کر کہا: سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ اے ابن عم! چچا زاد بھائی! حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ سلام ہو آپ پر اے میرے پدر بزرگوار! یہ کس نے ہارون کے چہرے کا رنگ فقی ہو گیا اور اس نے حضرت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اپنے ہمراہ بغداد لے جا کر قید کر دیا لیکن کچھ عرصہ بعد ربائی محل میں آئی۔ ماہ شوال ۱۷۹ھ میں دوبارہ ہارون رشید نے آپ کو اس وقت گرفتار کیا جب وہ مکہ معظمہ آیا۔ جب آپ گرفتار ہو گئے تو حضرت فاطمہ معصومہ قم شلم مادر میں تھیں۔ آپ یکم ذیقعد ۱۷۹ھ کو پیدا ہوئیں یعنی اپنے پدر بزرگوار کی گرفتاری کے ٹھیک ایک ماہ بعد۔ ابھی آپ پانچ سال و نو ماہ کی تھیں کہ آپ کے پدر بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ۲۵ رجب ۱۸۲ھ میں سندس بن شاہک کے ذریعہ ہر دلو کر شہید کر دیا گیا۔

حضرت معصومہ قم کی تمام ذمہ داری اور تعلیم و تربیت کے فرائض حضرت نجمہ اور آپ کے بھائی حضرت امام رضا علیہ السلام نے انجام دیئے آپ نے جیسے ہی اپنے پدر بزرگوار کی زیارت نہ کی اور آپ کے فیض رفاقت سے محروم رہیں اور بچپن ہی سے باپ کے سائے سے محرومی اور ظلم کے خلاف نفرت کا جذبہ آپ میں موجود تھا۔ آپ نے اپنی اس محرومی کو خدا کا فیصلہ سمجھ کر تسلیم خم کیا اور خدا کی بندگی و عبادت کو اپنی زندگی کا مقصد و محور بنایا۔

آپ نے اپنے بھائی امام رضا علیہ السلام سے علم حاصل کیا اور خصوصاً علم تفسیر و حدیث سیکھا۔ آپ محمد بن باقر کی عورتوں کو حدیث و قرآن کا درس دیا کرتی تھیں اور اپنے چچہ بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث بیان فرماتیں اور قرآن حکیم کی تفسیر بھی بیان فرماتیں۔ مدینہ کی عورتیں آپ سے اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں رجوع فرماتیں۔ آپ مدینہ کی عورتوں کی تدریس کے ساتھ ساتھ نبو عباس کے مظالم سے بھی آگاہ

کتریں اور خانوادہ رسالت پر اور خصوصاً اپنے والد گرامی کی شہادت کے سلسلے میں بنو عباس اور ہارون الرشید کے مظالم بیان فرمائیں۔

نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ

حضرت معصومہ قم سے بیان کردہ احادیث

حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے ”محدثہ“ ہونے پر متعدد روایتیں اور اقوال ائمہ دلالت کرتی ہیں۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں مناقب سے نقل کرتے ہوئے آپ کے محدثہ ہونے کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی فضیلت و بزرگی، آپ کی عظمت و عصمت سے کسی بھی اہل ایمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہاں ہم آپ سے منقول چند روایات و احادیث پیش کر رہے ہیں۔

- ۱۔ حضرت فاطمہ معصومہ قم سلام اللہ نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے فاطمہ دختر حضرت امام محمد باقرؑ سے انہوں نے فاطمہ دختر حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے فاطمہ دختر حضرت امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت بیان کی کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو فراموش کر دیا جو انہوں نے غدیر خم میں کہا تھا کہ میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں“ اور مذکورہ بالا سلسلوں سے یہ حدیث بھی منقول ہے کہ ”اے علی تم کو محمد سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔“
- ۲۔ علامہ محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ (علامہ مجلسی اول) نے بحار الانوار کی

کی پندرہویں جلد باب ۱۵ میں فضائل شیعہ کے بیان میں صفحہ نمبر ۱۲۲ میں روایت کرتے ہیں کہ ۵ واسطوں سے جناب فاطمہ معصومہ قم بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی جدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ”جیب شب معراج مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک خوبصورت محل دیکھا جو دریا بیض کا بنا ہوا تھا اور اس کے دروازے پر دریا قوت جڑے ہوئے تھے اس پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا اس پردے پر یہ عبارت تحریر تھی ”شیعة علیہم المنازون“ یعنی (علی کے شیعہ کامیاب اور نجات یافتہ ہیں)

۳۔ حضرت معصومہ قم نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام حسین علیہ السلام سے، انہوں نے ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا دختر امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دختر نبی رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ”جو شخص ہم اہلبیت کی محبت پر دُنیا سے اٹھ جائے وہ شہید ہے۔“

۴۔ محمد غازی شافعی بارہ واسطوں سے حضرت معصومہ فاطمہ بنت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور سترہ واسطوں سے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام
علیہا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والد
گرامی نے فرمایا

”من مات علی حب آل محمد مات شهیداً“

”جو ہم اہلبیت کی محبت پر دنیا سے اٹھ جائے وہ شہید ہے“

۵۔ یہ حدیث جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا بنت حضرت علی ابن
ابی طالب علیہ السلام سے محدومہ کو بنی خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا تک پہنچتی ہے وہ ناقل ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :-

”جب شب معراج میں آسمانوں کی بلندیاں طے کرتا ہوا جنت میں
داخل ہوا تو وہاں میں نے سفید موتیوں کا ایک قصر دیکھا کہ اس کا دروازہ
سچے موتیوں اور یاقوت سے آراستہ تھا اور اس پر ایک پردہ پڑا ہوا
تھا۔ جب میں نے اپنا سر بلند کر کے پردے کی پشت پر دروازے پر
لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا تو اس پر تحریر تھا۔

”لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی القوم“

یعنی کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے محمد اس کے رسول ہیں اور علی
صاحب اختیار ہیں اور اسی پردہ پر لکھا تھا مرحبا مرحبا شیعیان حیدر
کے جیسا خوش قسمت اس دنیا میں کون ہے۔“

جب میں اس قصر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس میں بھی
عقیق سرخ کا ایک قصر ہے جس کا دروازہ بزرگ و بزرگ سے مزین ہے
اور اس پر ایک پردہ لٹک رہا ہے میں نے سرائی کر دیکھا تو اس پر

آپ کے متعلق علماء کا بیان ہے کہ آپ کا شمار اشرافِ عجم میں تھا اور آپ عقل و
 دیانت کے لحاظ افضل النساء تھیں۔ جناب حمیدہ خاتون یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
 کی والدہ ماجدہ کا کہنا ہے کہ میں نے ام البنین سے بہتر کسی عورت کو نہیں پایا علی
 بن موسیٰ کہتے ہیں کہ حمیدہ خاتون کو حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ ام البنین بخیر کی شادی امام موسیٰ کاظم سے کر دو
 کیونکہ ان سے عنقریب ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جو مادرِ گیتی کی آغوش
 میں بنے والوں میں سب سے بہتر ہوگا (اعلام الواری ص ۱۷۲) علامہ محمد رضا کہتے
 ہیں کہ جناب ام البنین، حسن و جمال اور زہد و تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی نظیر
 آپ تھیں۔ (جناتِ اعمدہ صفحہ ۳۱)

حضرت معصومہ قم کا بچپن

جب حضرت فاطمہ اسی دنیا میں تشریف لائیں تو آپ کے پدر بزرگوار
 حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون الرشید نے مجاز سے عراق میں
 لاکر قید کر دیا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو حضرت امام رضا علیہ السلام کی عمر
 ۲۶ یا ۳۱ سال تھی۔ اگر آپ کی ولادت ۱۵۳ھ ہر تصور کی جائے تو ۲۹ سال
 اور اگر ۱۵۴ھ ہجری تصور کی جائے تو حضرت معصومہ کی پیدائش (۱۵۹ھ م)
 کے وقت ۳۱ سال تھی۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی غیر موجودگی میں اپنی بہن کے
 کانوں میں اذان و اقامت کہی اور آپ کی والدہ حضرت نجمہ ام البنین نے
 اپنا پاکیزہ شیر پلایا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم
 علیہ السلام گرفتار ہو چکے تھے آپ اس قسم کے خطرناک ماحول اور وحشت ناک و

محیط اور اس قسم کے بحرانی حالات میں دنیا میں تشریف لائیں جبکہ اہلبیت
الطاہرین کے حق کے نام پر حاصل کی ہوئی حکومت پر ممکن بنو عباس نے خود بنو عباس
سے زیادہ اہلبیت پر ظلم ڈھا رکھا تھا۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے بھائی
امام رضا علیہ السلام کے ہاتھوں تربیت پائی اور دین کی تعلیم حاصل کی۔ انھوں
صد افسوس کہ ابھی آپ کی عمر پانچ سال کی تھی کہ آپ کے پدر بزرگوار کی شہادت
کی خبر ملی۔ بچپن کے غیر معمولی واقعات اور تلخ حوادث نے بغیر کسی شک و شبہ
کے جناب فاطمہ معصومہ قم کی حساس روح پر اثر چھوڑا اور آپ کی آئندہ
زندگی اور نفسیات اور افعال کا ربط انہیں واقعات سے مرتب ہے جو آپ کو
بچپن میں پیش آئے اور آپ کی شخصیت نے اس سرچشمہ سے آغاز کیا۔ مندرجہ
ذیل اثرات انہیں واقعات سے بطور نتیجہ اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ جو شخص اس قسم کے غمزدہ ماحول اور کرب انگیز حالات میں نشو و نما
پائے اور زندگی کے آغاز میں ہی اتنے بڑے واقعات سے دوچار ہو تو لامحالہ
وہ افسردہ خاطر اور غمگین ہی رہے گا اس لیے حضرت معصومہ ہمیشہ محروں اور
غمگین رہا کرتی تھیں۔

۲۔ جو شخص اس قسم کے بحرانی ماحول میں پروان چڑھا ہو یہاں تک کہ وہ
پینے اور بچپن کی عمر میں باپ قید میں ہو اور پھر شہید ہو جائے اور بیٹی نے کبھی
باپ کے چہرے کی زیارت بھی نہ کی ہو۔ اور یہ معلوم ہو کہ باپ خدا کے دین کے
لیے یہ صعوبتیں برداشت کر رہا ہے اور بڑی فداکاری اور ایثار سے اپنے ہدف
اور مقصد کا دفاع کر رہا ہے اور ہر سختی اور تکلیف کو خدا کی خاطر برداشت کر رہے
ہیں لیکن اپنے مقصد کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوئے تو لامحالہ اس قسم کی شخصیت
سمت جان، مبارز اور صاحب مقصد ہی اُبھر کر سامنے آئے گی۔

بھی غیر معمولی اور استثنائی ہے اور ان بزرگ خواتین خانوادہ نبوت کی طرح ان کے مصائب اور شدائد بھی غیر معمولی ہیں۔ وہ اپنے دور کی غام مسلمان عورتوں کی طرح نہ تھیں بلکہ وہ اپنے خاندان کی ان با عظمت خواتین کی طرح تھیں جنہوں نے نبوت و امامت کے شانہ بشانہ قیام دین کا فریضہ انجام دیا اور ظالم حکومت اور اسلام کے باغی حکمرانوں کے غلط بلجے کی نشاندہی کی اور مسلمانوں کو ہمیشہ دین کے حقیقی مدعا و مفہوم سے آگاہ کرتی رہیں اور عالم نسوانیت کی رہبری و رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی رہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت معصومہ قم کی زندگی کے واقعات کو محض تاریخی واقعات کے طور پر نہ دیکھیں بلکہ تاریخی واقعات کی علامتی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں، ان واقعات کے پس منظر میں جو اہل کار فرمایا ان کو اپنے فکر و نظر کا محور بنائیں اس لیے کہ تاریخی واقعات تو ماضی کا حصہ ہیں مگر ان واقعات کے پس منظر میں کار فرما اصول اور عوامل آج بھی معاشرہ اور تاریخ کو متاثر کر رہے ہیں ان اصولوں کا ہماری زندگی سے زندہ اور عملی تعلق ہے۔ ہمیں اس تعلق کو دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔

اس روشنی میں جب ہم حضرت معصومہ قم کی شخصیت اور ان کی زندگی کے واقعات کا مطالعہ کریں تو پھر یہ واقعات محض ماضی کی تاریخ کا حصہ نہیں رہتے، ان کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تاریخ گذشتہ کی باتیں ہیں جن کو دہرانے سے اب کوئی فائدہ نہیں بلکہ پھر یہ تاریخی واقعات ایک علامتی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور ہر دور اور ہر زمانے میں اسلام کے آفاقی اور عالمگیر اصولوں مثلاً آزادی، قیام عدل، ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا سبق دیتے ہیں۔ اس تناظر میں حضرت معصومہ کی زندگی اسلام کے اصولوں اور اقدار کی عملی اور متحرک تصویر نظر آتی ہے۔ حضرت معصومہ قم کی شخصیت بھی حضرت

خدیجہ و حضرت فاطمہ و حضرت زینب و اہم کثرت کی طرح مختلف جہات
 انسانیت کی مختلف اور گونا گوں العباد کا بہترین اور مثالی نمونہ ہیں۔ وہ مندرجہ بالا
 خواتین کی طرح ایک مثالی ماں، مثالی زوجہ تو نہ بن سکیں لیکن حضرت زینب دارِ
 کھنوم کی طرح ایک مثالی بہن، ایک مثالی بیٹی اور اسلام کی ایک مثالی خاتون ضرور
 ہیں اور ان کی زندگی کے یہ رخ نمونہ عمل اور دعوت اتباع میں درحقیقت ان
 کی تمام زندگی مثالی زندگی ہے اور اس کا خلاصہ باطل اور بنوعباس کی ظلم کے خلاف
 مبارزہ اور جہاد ہے اور احقاق اور قیام دین کے لیے اپنے بچپن سے رحلت
 تک اپنی مختصر مگر پوری زندگی اپنی اجتماعی مسئولیت کو پوری شدت سے محسوس
 کیا اور اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی جدوجہد
 کی۔ جب وہ پانچ سال کی تھیں تو ان کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ او
 امامت کی ذمہ داری ان کے برادر بزرگ حضرت امام رضا علیہ السلام کے
 گانڈھوں پر پڑی۔ اس سن و سال کی لڑکیاں عموماً گھروں میں رہتی ہیں اور ان سے
 یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی انقلابی جدوجہد یا کسی عظیم مقصد کے
 لیے اپنے بچائی کے ساتھ سرگرم عمل نظر آئیں۔ لیکن اس اجتماعی، سیاسی
 اور فکری کشمکش اور جدوجہد کے سنگین اور پرخطر دور میں حضرت معصومہ
 اپنے بچائی جو اپنے دور کے معصوم من اللہ امام، معصوم، رہبر اور مسلمانوں کے
 روحانی قائد تھے۔ ان کی ذمہ داری کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو شدت سے
 محسوس کرتی تھیں، حالانکہ ان کا سن و سال اس بات کا متقاضی نہیں تھا
 مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نہ صرف مدینہ کی خواتین کو اسلام کی تعلیم دیتی تھیں
 بلکہ دور دراز سے آئے ہوئے شہروں کی خواتین کو درس بھی دیتی تھیں اور
 انہیں بنوعباس کے مظالم سے بھی آگاہ کرتی تھیں اور انہیں حقائق سے آگاہ

حضرت معصومہ قم کی مدینہ سے ہجرت

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت معصومہ قم نے صرف یہ تمام اس لیے نہیں برداشت کیے تھے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی بہن یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی تھیں بلکہ وہ دونوں امام کے اعلیٰ مقاصد اور نصب العین ہیں برابر کی شریک تھیں لہذا آپ کی مدینہ سے ہجرت بھی صرف بھائی کی محبت میں نہ تھی بلکہ ان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے تھی۔ حضرت امام رضا رجب سن ۲۲۵ھ (میں مامون رشید عباسی کی دعوت پر جو اس نے اپنے سیاسی اغراض کے تحت دی تھی) مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کی غیر موجودگی حضرت معصومہ قم مسلمانان مدینہ کی رہنمائی کے فرائض انجام دیتی رہیں لیکن آپ جو بھائی کی ظالمانہ ذمینیت سے واقف تھیں لہذا آپ نے کارزینب انجام دینے کا صحیح فیصلہ کیا اور ۲۲۵ھ کے آخر میں مدینہ سے طوس (ایران) کے لیے روانہ ہوئیں اور آپ نے اس رستے کو اختیار کیا جو آپ کے بھائی نے اختیار کیا تھا اس میں بھی ایک حکمت پوشیدہ تھی کیونکہ جس راہ سے حضرت امام رضاؑ گزرے ہوں گے انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے دیا ہوگا اور حضرت معصومہ قم نے ان راہوں کا انتخاب کیا جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا باقی تھا۔ لہذا آپ نے جو راستہ اختیار کیا وہ درج ذیل ہے۔

آپ مدینہ سے بعصر، خرمشہر، شوشتر، دیزفل، خرم آباد، شازند، اراک صالح آباد، ابراہیم آباد، انجیل وند سے جوتے جوتے ساوہ پہنچی جو کسٹا ہے

کہ اس وقت ان میں کچھ قصبوں کے نام اور رہے ہوں۔ حضرت معصوم علیہ السلام کے آخر میں مدینہ سے مندرجہ بالا شہروں اور قصبوں سے گزرتی اور قیام کرتی ہوئیں۔ طوکس کی جانب روانہ ہوئیں۔ آپ نے اس راستے کو اختیار نہ کیا جسے حضرت امام رضا علیہ السلام نے اختیار کیا تھا۔ حضرت امام رضا نے بصرو، ابواز، کرمان، شہر سے اور نیشاپور سے ہوتے ہوئے طوکس پہنچے تھے لیکن حضرت معصوم نے ابواز سے اپنا راستہ تبدیل کر دیا تھا اور رجب ۲۱ھ میں مدینہ سے روانہ ہو کر چھ ماہ کی مسافت طے کر کے ۲۱ھ میں طوکس پہنچے۔ اسی طرح حضرت معصوم تم سلام اللہ علیہا اپنے بھائی کی مدینہ سے روانگی کے ایک سال بعد مدینہ سے روانہ ہوئیں کیونکہ آپ جانتی تھیں کہ اب دوبارہ بھائی واپس مدینہ نہ آسکیں گے۔

محول شیبانی کا بیان ہے کہ جب وہ ناگوار وقت پہنچ گیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کے روضہ اقدس سے ہمیشہ کے لیے وداع ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ بے تابانہ اندر جاتے اور بہ نالہ واہ باہر آتے ہیں اور ظلم و جور کی شکایت کرتے ہیں یا باہر آ کر گریہ و بکا فرماتے ہیں اور پھر اندر واپس چلے جاتے ہیں۔ آپ نے چند بار ایسا ہی کیا اور مجھ سے نہ راگیا اور میں نے حاضر ہو کر عرض کی مولا اضطراب کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: محول میں اپنے نانا کے روضے سے جبراً جلا وطن کیا جا رہا ہوں۔ مجھے ابس کے بعد یہاں ناانصیب نہ ہوگا۔ میں اسی مسافرت و غریب الوطنی میں شہید کر دیا جاؤں گا۔ اور بارہن رشید کے مقبرہ میں مدفون ہوں گا۔ اس کے بعد آپ دولت سر میں تشریف لائے اور سب کو جمع کر کے فرمایا میں تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو رہا ہوں یہ سن کر گھر میں ایک کبرام برپا ہو گیا اور سب چھوٹے بڑے رونے لگے، آپ نے سب کو تسلی دی اور مدینہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں طواف فرما کر

خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر بصرہ کی طرف چل دیئے۔ چونکہ حضرت معصومہ قم
یہ جانتی تھیں کہ اب بھائی دوبارہ واپس نہیں آئیں گے لہذا ایک سال تک
آپ نے اپنے بھتیجے کی سرپرستی فرمائی اور مدینہ میں کارِ زینب انجام دیتی رہیں
اور اہل مدینہ کو بھائی کی روانگی کے مقصد سے آگاہ کرتی رہیں۔ اور بالآخر خود بھی
مدینہ سے طوس کے لیے روانہ ہوئیں۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بھائی جناب فضل،
جناب جعفر، جناب ہادی، جناب زید اور چند بھتیجے اور خدام و خادماں بھی
آپ کے ہمراہ تھیں۔ چند ماہ آپ نے بصرہ میں قیام فرمایا پھر غزم شہر و شوشتر اور
دیگر علاقوں سے ہوتی ہوئیں ساوہ پہنچی۔ راہ میں آپ مختلف شہروں میں قیام کرتی
رہیں اور تبلیغ دین کے فرائض انجام دیتی رہیں اور عامۃ المسلمین کو بنو عباس
کے مظالم سے آگاہ کرتی رہیں۔

رمضان ۱۸ھ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا جلسہ منعقد کیا گیا
جب اس کی خبر مدینہ پہنچی تو حضرت معصومہ قم اپنے بھائی کے پاس جانے کے
لیے بے قرار ہو گئیں۔ قرین عقل بات یہ ہے کہ یہ خبر ایک دو ماہ میں مدینہ پہنچی
ہوگی۔ آپ ۱۸ھ کے آخر میں مدینہ سے روانہ ہوئیں پھر چند ماہ آپ نے
بصرہ میں قیام فرمایا اس طرح آپ ۲۱ھ کے قریب ساوہ پہنچیں۔ آپ
مختلف قصبوں اور شہروں میں قیام کرتی ہوئیں ساوہ پہنچی تھیں لہذا ڈیڑھ سال کا
غرضہ سفر اور قیام میں ضرور لگا ہوگا۔ جب آپ کا قافلہ ساوہ پہنچا تو اہل ساوہ
جو دشمنی اہلبیت اور قائدان رسالت کے سنت مخالف تھے آمادہ جنگ ہوئے
اور اس جنگ میں تمام امام زادگان شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ان شہداء کی تعداد
۲۳ تھی جب اس جنگ کی خبر اہل یان قم کو پہنچی تو اس وقت تک جنگ ختم
ہو چکی تھی اور ۲۳ افراد شہید ہو چکے تھے۔ اہل قم نے ماموں رشید کے خوف

سے اہل ساوہ سے بدلہ لیا اور نہ جنگ کی لیکن وہ حضرت فاطمہ معصومہ کو
 بڑے احترام سے دیگر عورتوں کے ہمراہ قم لے آئے جب آپ قم کے قریب
 پہنچیں تو تمام شہر سوگوار نظر آیا ہر شخص اندر وہ دنگین ملا کیونکہ قم میں حضرت
 امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر دوسرے راستے سے قم پہنچ چکی تھی اور اس
 کی خبر ان افراد کو بھی نہ تھی جو حضرت معصومہ کو لینے ساوہ پہنچے تھے۔ حضرت معصومہ
 ساوہ کے مسلمانوں سے دل برداشتہ اور اپنے بھائیوں کی شہادت کے غم سے
 نہ حال ہو کر بیمار ہو چکی تھیں اور آپ کے لیے سفر نہایت دشوار ہو چکا تھا۔ منزل بہ منزل
 آپ کی کمزوری اور نقاہت بڑھتی گئی۔ آپ بار بار ملازموں اور مومنین سے دریافت
 فرماتیں کہ اب شہر قم کتنا دور ہے حاضرین نے کہا کہ اب فاصلہ ۲۰ فرسخ ہے کم رہ گیا ہے۔
 حضرت معصومہ نے فرمایا کہ جلدی سفر طے کرو تاکہ ہم جلد از جلد قم پہنچ جائیں
 کیونکہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ قم ہمارے شیعوں کا مرکز ہے۔
 اہل قم آل سعد میں سے تھے۔ لہذا قم سے جو لوگ ساوہ آپ کو لینے کے لیے پہنچے
 تھے ان میں موسیٰ بن خزرج بن سعد قمی پیش پیش تھے آپ نے ساوہ میں پہنچ
 کر حضرت معصومہ سے ان کے بھائیوں کی شہادت کی تعزیت کی اور درخواست
 کی کہ آپ قم تشریف لے چلیں اور وہاں قیام فرمائیں۔ مدظفر نے پوچھا قم یہاں سے
 کتنی دور ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ یہاں سے کسی فرسخ کا فاصلہ ہے۔ آپ کی سوار کی
 جب قم کے لیے روانہ ہوئی تو موسیٰ بن خزرج نے آپ کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور
 آل سعد انہیں عقیدت و عزت و احترام و تکریم و تعظیم کے ساتھ قم میں لائے،
 قم پہنچ کر آپ نے موسیٰ بن خزرج ہی کے مکان پر قیام فرمایا تھا۔ جس
 مکان میں آپ نے قیام فرمایا تھا وہ محلہ میدان میسر
 میں واقع ہے اور وہاں جناب معصومہ قم کی نماز کی محراب بھی موجود ہے ماب

اس مقام پر مسجد و مدرسہ قائم ہے۔ قہرستانج کر حضرت معصومہ کو حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی آپ کی اس ٹوٹ گئی اور جس بھائی کی زیارت ملاقات کے اشتیاق میں آپ نے اتنا طویل و دشوار گزار سفر کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔ آپ کا تم میں کل سترہ دن قیام رہا کہ آپ اس دنیا سے رخصت فرما گئیں۔

حضرت معصومہ قم کا سانحہ ارتحال

صاحب تاریخ قم کا بیان ہے کہ مجھ سے حسین بن علی بن بابویہ قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے روایت کی ہے کہ آپ کے جسد مطہرہ کو غسل و کفن دیا اور مقام 'بابلان' میں آپ کے جنازہ کو دفن کے لیے لایا گیا۔ مقام 'بابلان' وہ جگہ ہے جہاں اب آپ کا روضہ اقدس ہے۔ یہ زمین جہاں آپ کی قبر اطہرہ اور روضہ مبارک ہے موسیٰ بن خزرج کی ملکیت تھی اور اس سرداب میں جو پہلے قدرتی طور پر آپ کے لیے بنا ہوا تھا آپ کے جنازہ کو اتارنے کا مسئلہ پیدا ہوا اور مومنین قم میں صلاح و مشورہ ہونے لگا کہ آپ کے جسد پاک کو قبر میں کون اتارے اور یہ سعادت اور شرف کس کے حصے میں آئے۔

باہمی صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ 'قادر' نامی ایک بندہ خدا جو مرد صالح اور نیک و پرہیزگار تھا اور بہت ہی ضعیف تھا آپ کے جسد پاک کو سرداب میں اتارے۔ لہذا قادر کو بلوایا گیا۔ ابھی قادر پہنچا بھی نہ تھا کہ لوگوں نے دیکھا کہ دو سوار بڑی تیزی سے مجمع کی طرف آ رہے ہیں جن کے چہروں پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ وہ سوار جنازے کے قریب آئے تو سواری سے اتر گئے اور پیادہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر حضرت معصومہ قم کی

نماز جنازہ پڑھائی اور وہی قبر میں اترے۔ اور پھر تدفین کے فوراً بعد جس طرف سے شریف لائے تھے اسی طرف واپس چلے گئے لیکن یہ کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ دونوں سوار اور بزرگ ہستیاں کون تھیں؟
تاریخ زندگانی حضرت معصومہ قم صفحہ ۱۱ میں آقائی منصوری تحریر کرتے ہیں کہ حضرت معصومہ کی وفات ۸ شعبان المعظم ۲۱۰ھ میں ہوئی۔ وقت وفات آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔

یہ تاریخ قرین عقل نہیں کیونکہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت ذیقعد یا صفر ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی ہے اور حضرت معصومہ کی وفات بعد شہادت حضرت امام رضا واقع ہوئی ہے تو ان کی تاریخ وفات ۲۱۰ھ کیسے ممکن ہے۔ اس طرح وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔
صاحب تاریخ رقمطراز ہیں کہ رضائیہ سادات اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرتے تھے کیونکہ انہیں اپنا ہمسرہ کو نہ نہیں ملتا تھا اور حضرت موسیٰ بن جعفر بن کی اکیس بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک کی بھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور حضرت امام محمد تقیؑ نے شہر مدینہ میں دس دیہات وقف کر دیئے تھے اپنی بھوپھی، بیٹیوں اور بہنوں کے لیے جن کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ جو بیٹیاں قم میں قیام پذیر تھیں ان کا حصہ مدینہ سے تم آتا تھا۔

صاحب تاریخ قم نے یہ تو لکھ دیا کہ رضائیہ سادات اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرتے تھے۔ اس تحریر سے یہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جان لوجھ کر نہیں کرتے تھے۔ کاش وہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مجبوری بھی سمجھ لیتے کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

مولانا انتہائی اسیری گزر گئی

زندہ میں جوانی و پیری گزر گئی

مولا کی ایک مجبوری یہ تھی کہ عمر کا بیشتر حصہ پس دلو اور زنداں رہے اور بنو عباس کے عذاب و عقاب کا شکار رہے۔ دوسری مجبوری یہ تھی کہ بنو عباس کے مختلف حکمرانوں نے حسنی سادات کو چُن چُن کر شہید کر دیا تھا صرف بادی عباسی کے دور میں کئی سو فی حسن کو قتل کرایا گیا۔

سید زادیوں کی غیر سید مردوں سے شادی جائز نہ ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام رضاؑ جو خود منصوب من اللہ امام اور وارث شریعت محمدی تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اپنی لڑکیوں کے بالغ ہونے کے بعد شادی نہ کرتے جبکہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام نے حضرت قاسم کی شادی شب عاشور کر کے بھی رشتہ ازدواج کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آخر حضرت امام موسیٰ کاظم و حضرت امام رضا کی کوئی تو مجبوری ہوگی مگر نہ شیعوں کی کمی تو نہ تھی۔ شیعہ قوم کا ہر فرد اپنے لیے سعادت و شرف و فیصلت و فخر سمجھ کر ان آئمہ الطاہرین کی حاضری و ملاقات سے شادی کر لیتا اور آئمہ الطاہرین ان سید زادیوں کے فرض سے سبکدوش ہو جاتے اس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے ایک تو یہ کہ یہ ہستیاں ہم جیسی نہ تھیں جو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکتیں اور دوم یہ کہ فرض سے زیادہ آئمہ الطاہرین کی نگاہ میں یہ تھا کہ سید زادیوں کی شادی کسی غیر سید سے نہ کریں۔ بعد میں مجتہدین نے اسے جائز قرار دیا۔ وہ اس وقت کے معروضی حالات کے پیش نظر علماء کا اجتہاد اور وقت کی ضرورت ہو سکتی ہے اس کی ذمہ داری علماء و مجتہدین پر عائد ہوتی ہے اور وہ اپنی مسئولیت سے بہتر طور پر آگاہ ہیں کہ انہوں نے کسی مجبوری اور ضرورت کے تحت ایسا کیا۔ بہر حال حضرت امام موسیٰ

کاظمؑ، حضرت امام علی رضاؑ اور حضرت امام محمد تقیؑ نے ایسا نہیں کیا۔ وہ امام وقت تھے اور وارث شریعت و محافظ اسلام تھے۔ بہر حال یہ بحث زیر قلم کتاب کا موضوع نہیں ہے۔

تعمیر مزار حضرت معصومہ قم کی مختصر تاریخ

- ۱۔ سب سے پہلے حضرت معصومہ قم کی تعمیر مبارک پر بورے کا چھپر مونی بن خورج نے ڈلوایا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت معصومہ موسیٰ بن خورج کی زمین پر دفن ہیں۔
- ۲۔ اس کے بعد حضرت زینب مغربی دختر حضرت جواد نے بقعہ و گنبد بنائے مرقعہ بنوایا پھر مختلف ادوار میں حضرت معصومہ کے مزار کی تعمیر و تزئین ہوتی رہی۔
- ۳۔ ۸۱۳ھ میں خوبصورت پتھر تراش کر اس کی تزئین کی گئی۔
- ۴۔ ۵۲۹ھ میں دوسرا گنبد تعمیر کیا گیا۔
- ۵۔ ۹۳۵ھ میں تیسرا گنبد تعمیر کیا گیا اور پہلے والے گنبد کو منہدم کر کے عراقی ٹائلز پر نقاشی کا کام کر کے اس سے تعمیر کیا گیا۔
- ۶۔ ۱۲۱۸ھ میں تیسرے گنبد کو منہدم کر کے دوبارہ گنبد تعمیر کیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ اسے سونے کی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا۔ راولوں کا بیان ہے کہ اس میں بارہ ہزار اینٹیں صرف ہوئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یا پھر اینٹوں پر سونے کے پترے چڑھائے گئے ہوں گے بہر حال حرم مبارک کے شہری گنبد پر جب سورج کی شعائیں پڑتی ہیں یا جب چاندنی چٹک کر گنبد اقدس کا طواف کرتی ہے تو یہ دونوں منظر بہت خوبصورت لگتے ہیں۔

ایک شاعر نے حضرت معصومہ قم کی شان اور ان کی قبروں پر بنے گنبد کی
تعریف میں ۶۴ اشعار کا ایک قصیدہ کہا جس کے ہر مصرع سے تعمیر تاریخ گنبد
۱۳۸۶ء نکلتی ہے جس کے دو شعر پیش خدمت ہیں۔

ایں قبہ گل نبی است بہ زیور برآمدہ
یا پاک گوہری است پر از زیور آمدہ
ایں دوہرای است کادہ از جنت العلای
یا کوکبی است سعد منور برآمدہ

صحن ہائے حرم مبارک

۱۔ صحن کوچک (جسے صحن عتیق بھی کہتے ہیں) سے ملحق ایک طلائی ایوان
ہے اور اس کے دونوں گدستہ گنبد بھی طلائی ہیں اور اسی صحن کے ایک گوشے
میں حضرت معصومہ قم کا مہمان خانہ بھی ہے ایوان کے مقابل تقارفاً ہے جس
کی چھت کا بیرونی حصہ طلائی ہے۔

۲۔ صحن بزرگ، یہ بڑا صحن کافی وسیع و عریض و پر شکوہ ہے۔ اس کے
ایک ایوان پر مینا کاری کا کام ہے یہ صحن بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا اور اس
کے ستونوں کو پتھروں سے تراش کر بڑی خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا ہے جس سے
حرم مطہر کی دینت و زیبائش دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس صحن میں دو بلند
مینار اور ایک بڑا حوض ہے۔ حرم کے سامنے کا حصہ شیشہ کے خوبصورت
کام سے آراستہ ہے اس مسجد میں نماز مغربین بھی ہوتی ہے جس میں پہلے

آیت اللہ العظمیٰ آقا فی سید شہاب الدین مرعشی نجفی اعلیٰ اللہ تعالیٰ عنہ
پڑھاتے تھے اور اب آیت اللہ فاضل نکرانی نماز مغربین پڑھاتے ہیں۔
محرم اقدس حرم معصومہ میں مشہور محدث آقا قطب الدین راوندی کی
قبر بھی ہے اور محرم کے ایک حجرے میں معروف رہنما اور دانشور ڈاکٹر ابو مفتاح
شہید کی قبر بھی ہے۔

حرم مطہر کا داخلی منظر

حرم مطہر میں گنبد سے متصل کئی رواق ہیں جنہیں توسیع حرم کے سلسلے
میں از سر نو تعمیر کیا گیا حرم مطہر سے متصل مسجد اعظم ہے جسے مسجد آقا فی بروجرودی
بھی کہتے ہیں۔ مسجد بروجرودی سے متصل مرجع عالی شان آقا فی سید حسین
بروجرودی کی قبر ہے۔ یہ مسجد کئی کستون اور خوبصورت گنبد پر مشتمل ہے۔ حرم
مطہر کے قید رخ مسجد مہدی اور دائیں جانب و بائیں جانب اور قبلہ رخ پر تین
ہال ہیں جن میں دو ہال میں نمازیں اور دروس بھی ہوتے ہیں ان ہال میں علماء و
مجتہدین کی قبریں بھی ہیں بائیں ہاتھ پر جو ہال ہے اس میں عورتوں کے لیے نماز
وغیرہ کی جگہ ہے۔ اس ہال میں آقا فی مہدی الحکیم، آقا فی اشراقی، آقا فی محمد منظر
آیت اللہ استاد شہید مرتضیٰ مطہری، شہید عراب آیت اللہ مدنی و دیگر علمائے
کرام کی قبور ہیں۔

ضریح مطہر حضرت معصومہ قم

حضرت معصومہ قم کی قبر مطہر کافی نیچے ہے۔ پہلی ضریح کوبے کی تھی جو

شاہ عباس صفوی کے دور میں تعمیر کی گئی۔ دوسری ضریح چاندی کی بنائی گئی۔ اور موجودہ ضریح جو تیسری ضریح ہے مکمل چاندی کا ہے۔ یہ ضریح ۳۳۸ھ میں بنائی گئی اس کے بالائی حصے میں آب طلا کا کام ہے۔ موجودہ ضریح کو بنانے میں جو چاندی استعمال کی گئی ہے اس میں پہلی ضریح سے پچاس ہزار مثقال چاندی اور تقریباً ۳۵ ہزار مثقال چاندی خزانے سے لے کر تیار ہوئی ہے۔ حرم مطہر کے دروازوں پر سونے کا خوبصورت کام ہے۔

حراب حضرت معصومہ قم

حضرت معصومہ نے قیام قم کے دوران جس جگہ عبادت الہی فرمائی تھی اور یاد خدا میں گزارے تھے اس مقام کو "بیت النور" کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ جگہ حرم مطہر کے قریب محلہ میدان میر میں واقع ہے۔

ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ

بدقسمتی سے ہمارے مورخین و مصنفین نے اپنے اکابرین و مشاہیر کی BioGRAPHY لکھتے وقت تحقیقی طریقہ کار کو اختیار نہیں کیا اور ولادت و شہادت و دیگر زندگی کے اہم واقعات کے سن و سال پر زیادہ توجہ نہیں دی بلکہ جتنی تاریخیں بھی ملیں سب لکھ دیں کہ فلاں مورخ یا فلاں عالم نے یہ لکھا ہے فلاں نے یہ لکھا ہے مگر یہ فیصلہ نہیں کیا کہ تحقیقی طور پر کون سی تاریخ قرین عقل ہے اور کون سی نہیں ہے اور بعض لکھنے والوں نے تو ایسی فاش غلطی

کی ہے کہ بغیر تحقیق کے من و عن وہی سب کچھ نقل کر دیا ہے جس سے یہ غلطی ہر کتاب میں قائم رہی۔ حضرت معصومہ قم کے سلسلے میں ابھی اسی قسم کی ایک غلطی مورخین و مصنفین سے ہوئی۔ زندگانی معصومہ قم کے مصنف سید مہدی صفی حیات حضرت معصومہ قم کے مرتب ڈاکٹر سید حیدر مہدی، زندگانی حضرت معصومہ قم کے مصنف آقائی منصوری وغیرہ نے حضرت معصومہ قم کی تاریخ وفات ۸ شعبان ۱۳۳۵ھ تحریر کی ہے جبکہ ان مورخین نے یہ لکھا ہے کہ ”بھائی کی جدائی کا صدمہ شدت پکڑتا اور شدت غم کی بناء پر علالت و نبرد و بڑھتی رہی یہاں تک کہ سترہ دن گزر گئے تھے کہ آپ نے اس جہان فانی سے بطرف ملک جاودانی انتقال فرمایا۔“

صاحب تاریخ قم نے حسین بن علی بن بابویہ نے محمد بن حسن بن ولید سے بھی یہی روایت کی ہے جبکہ انہی مورخین و مصنفین نے حضرت امام رضا کی تاریخ شہادت ۲۳ ذیقعد ۲۳۳ھ تحریر کیا ہے علاوہ ازیں درج ذیل علماء و مورخین نے بھی قریب قریب یہی تاریخ لکھی ہے۔

مورخ یگانہ سید نجم الحسن کراروی طاب ثراہ نے اپنی کتاب ”چودہ سالہ“ میں درج ذیل تاریخ تحریر کی ہے۔

تاریخ ولادت : ۱۱ ذیقعد ۱۵۲ھ یوم پنجشنبہ بمقام مدینہ منورہ

تاریخ درویشاپور : رجب ۲۰ھ

جلد و بعد ہی کی تاریخ : یکم رمضان ۲۱ھ

تاریخ شہادت : ۲۳ ذیقعد ۲۳۳ھ مطابق ۱۸ یوم جمعہ

معروف عالم دین جناب مولانا سید علی میرزا علی اللہ مقام نے اپنی کتاب

آئمہ اثناعشر۔

تاریخ ولادت ۱۱ ذیقعد ۱۵۲ھ مطابق ۱۷۷۷ء

تاریخ ولیمہدی ۲۰۱ھ

تاریخ شہادت ۲۳ ذیقعد ۲۰۳ھ ۸۱۸ھ

منتخب التواریخ جلد دوم میں محدث محمد ہاشم ابن محمد علی مشہدی ترجمہ
لے شریف ابن شیر محمد شاہ رسول میں۔

تاریخ شہادت ۲۳ ذیقعد ۲۰۳ھ

اعلام الوریٰ میں شیخ طبری نے آپ کی شہادت کی تاریخ۔

بروز جمعہ ماہ صفر ۲۰۳ھ

مناقب میں ابن شہر آشوب نے ولادت۔

۱۱ ذیقعد ۱۴۹ھ اور شہادت کی تاریخ

۱۷ صفر ۲۰۳ھ تحریر کی ہے۔

احسن المسال جلد دوم میں ولادت ۱۱ ذی الحجہ ۱۵۳ھ اور شہادت

۲۳ ذیقعد ۲۰۳ھ

تذکرۃ المعصومین میں علی نقوی جو جویری نے سن ولادت ۱۴۸ھ اور

شہادت صفر ۲۰۳ھ

علی محمد ذہیل نے ولادت بروز جمعرات ۱۱ ذیقعد ۱۲۸ھ اور
رحلت آخر ماہ صفر ۲۰۳ھ تحریر کیا ہے۔

ذبدۃ العلماء آغا مہدی لکھنوی نے اپنی کتاب ”الرضا“ میں ولادت:
۱۲۸ھ مطابق ۱۱ ذیقعد بروز جمعرات اور تاریخ شہادت
۱۶ صفر ۲۰۳ھ روز سہ شنبہ ۸۱۸ھ تحریر کی ہے۔

’تحفہ رضویہ‘، سوانح امام موسیٰ رضا میں مولانا اولاد حیدر فوق بلگرامی
ولادت ۲۵ ذیقعد پنجشنبہ ۱۲۸ھ اور شہادت صفر ۲۰۳ھ

رسول و اہلبیت رسول جلد ۲ میں سید علی الجعفری نے درج ذیل تاریخ
رقم کی ہے۔

| | |
|--------|---|
| ۳۵ سال | پہلا دور قبل از زمانہ امامت ۱۲۸ھ تا ۱۸۳ھ |
| ۱۶ سال | دوسرا دور زمانہ امامت قبل از ولیعہدی ۱۸۳ھ تا ۲۰۰ھ |
| ۴ سال | تیسرا دور زمانہ امامت از ولیعہدی مامول ۲۰۰ھ تا ۲۰۳ھ |
| ۵۵ سال | تاریخ ولادت ۱۲۸ھ تا تاریخ شہادت ۲۰۳ھ |

مذکرۃ الاطہار میں شیخ مفید علیہ الرحمہ ترجمہ کتاب الارشاد ترجمہ مولانا
سید صفدر حسین نجفی نے ولادت مدینہ ۱۲۸ھ رحلت ماہ صفر ۲۰۳ھ
۵۵ سال تحریر کیا ہے۔

حضرت معصومہ قم کے معجزات و کرامات

معجزہ ایسا مافوق الفطرت کا رنامہ ہے جسے کوئی مدعی اپنے من جہاں اللہ مامور ہونے کے ثبوت میں پیش کرے اور جس کا جواب پیش کرنے سے تمام بنی نوع انسان قاصر ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا رنامے کی قدر و قیمت کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کو اس معجزہ سے مشابہ فن سے کما حقہ واقفیت ہو اس لیے کسی فن کے ماہرین ہی اس کی باریکیوں اور خوبیوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور اس کی خصوصیات کا ادراک کر سکتے ہیں کہ کون سا کارنامہ ایسا ہے جسے انسان انجام دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین فن ہی سب سے پہلے معجزہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ رہے عام لوگ تو وہ چونکہ فن کی مبادیات سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے ان کے واسطے شک کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مدعی نبوت صرف ان باتوں پر اعتماد کرے جو کسی فن کے خواص ہی کو معلوم ہوں تو وہ مشکل ہی سے لوگوں کو قائل کر سکے گا اس لیے حکمت خداوندی کا تقاضہ یہ ہوا کہ ہر نبی کو وہ معجزہ عطا کیا جو اس فن سے مشابہ ہو جو اس کے زمانے میں عام طور پر مروج ہو اور جس کے جاننے والے اس زمانے میں بکثرت ہوں کیونکہ وہ اسی طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جلد اور آسانی سے قائل کر سکتا ہے اسی لیے قدرتی طور پر مناسب یہی تھا کہ حضرت موسیٰ کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ عطا ہو کیونکہ ان کے زمانے میں جادو کا چرچا عام تھا اور جادوگر کثرت سے موجود تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے جادوگروں نے ہی ان کے معجزے کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے۔ جب جادوگروں نے دیکھا کہ عصا سانپ بن کر ان

کی جادوگری کے پُر فریب سانپ کو نگل لیتا ہے اور پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ جاتا ہے تو وہ سمجھ گئے کہ یہ بات جادو کے بس کی بات نہیں۔ پھر جیسے جی انہیں یقین ہو گیا کہ یہ معجزہ خداوندی ہے انہوں نے فرعون کے غضب و غضب اور اس کی دھمکیوں کی پروا کیے بغیر اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔

حضرت عیسیٰ کے زلمے میں طب یونانی کو فروغ حاصل تھا ان کے زمانے میں اطباء مریضوں کو حیرت انگیز طور پر شفا یاب کر دیتے تھے ان دنوں شام اور فلسطین میں طب کا شہرہ تھا جو یونان کی نوآبادیاں تھیں۔ لہذا پروردگار عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا معجزہ عطا کیا جو مردوں کو زندہ، پیدائشی لاشوں کو بینا اور بڑھ کے مریضوں کو شفا یاب کر دیتے تھے۔ یہ وہ معجزہ ہے جو انسانی طاقت سے باہر ہے اور اس کا طبی قوانین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا سرچشمہ سرحد ادراک سے کہیں دور واقع ہے۔

عربوں کو فصاحت و بلاغت میں امتیازی مقام حاصل تھا۔ انہوں نے فنون ادب میں مہارت پیدا کی تھی اور مرد اور عورت دونوں ہی شعرو سخن کے شہساز تھے نایفہ زیبائی کو شعر کا سب سے بڑا نقاد سمجھا جاتا تھا۔ حج کے موسم میں جب وہ آتا تو عکاظ کے بازار میں سُرن چمڑے کا خمیر نصب کر دیا جاتا تھا۔ جہاں شعراء آکر اسے اپنا کلام سناتے تھے اور ان پر اپنا فیصلہ دیتا تھا۔

(شعراء النصرانیہ جلد ۲ صفحہ ۶۴۰ مطبوعہ بیروت)

ان حالات میں حکمت خداوندی کا تقاضا یہ ہوا کہ پیغمبر اسلام کو زبان و بیان اور فصاحت و بلاغت کا معجزہ عطا ہوتا کہ ہر عرب یہ سمجھ سکے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور انسان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ ہٹ دھرم لوگوں کو چھوڑ کر عرب اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ دوسری طرف عرب میں پیرگزی

اور شمشیر زنی کا بڑا شہرہ تھا۔ ذات واجب نے حضرت علی علیہ السلام کو
کمال شجاعت کی مثال پر فائز فرما کر نبی کا ناصرو وارث جانشین بنا کر بھیجا اور
'ذوالفقار' نامی تلوار عطا کی جس کے آگے موجب اور عمر کی شجاعت ماند اور ٹوٹیں
کند ہو کر رہ گئیں۔

علاوہ ازیں پروردگار عالم نے قرآن حکیم کو بھی معجزہ بنا کر نازل فرمایا جو
آج بھی ہدایت کر رہا ہے اور اب تک نوع انسانی کی ہدایت کرتا رہے گا۔
اس کا اعجاز دائمی ہے اور ناقیم قیامت اس کی رونق و درخشانی قائم رہے گی۔
قرآن کریم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بہت سے
معجزات ہیں جیسے معجزہ شق القمر، سانپ کا باتیں کرنا اور کنگریوں کا تسبیح
پڑھنا۔ اسی طرح ہمارے آئمہ الطاہرین السلام کے بھی بے شمار معجزات ہیں
جو کہ ان ذوات مقدسہ کی زندگی کا مقصد و نصب العین و اہداف خدا کی دنیا
پر خدا کے دین کی حکمرانی تھا اور یہ ہستیاں مہد سے لحد تک خدا کے پسندیدہ
دین اسلام کے احیاء و تاسیس اور تبلیغ و ترویج کے لیے کوشاں رہیں اور اپنی
حاجات و مال و اولاد و اقرباء کی قربانیاں دیتی رہیں لہذا پروردگار عالم نے انہیں بھی
معجزات و کرامات عطا فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سورج کو پلٹانا، مردوں کو زندہ
کرنا، دور دراز کے علاقوں میں پہنچ کر لوگوں کی مدد کرنا، لوگوں کی مشکل کشائی فرمنا
غرضیکہ خانوادہ نبوت کے ہر فرد یعنی اہلبیت الطاہرین کے لیے شمار معجزات
اور کرامات ہیں۔ جنہیں اگر مضابطہ تحریر میں لایا جائے یا یکجا کیا جائے تو بیسوں
ضمیمہ جلدیں اس کے لیے ناکافی ہوں گی۔ اسی طرح حضرت فاطمہ معصومہ رحمۃ اللہ
علیہا جو خدا کی کثیر خاص معصوم امام حضرت موسیٰ کاظمؑ جن کو خدا نے باب الحوائج
بنایا ہے کی بیٹی، حضرت امام علی رضاؑ کی بہن، اور حضرت امام محمد تقیؑ کی چھوٹی بیٹی۔

تھیں۔ آپ نے مدینہ منورہ میں دین خداوندی کی تبلیغ کی اور پھر خدا کے دین کے لیے مدینہ منورہ سے قم (ایران) کی طرف ہجرت کی اور یہاں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج فرمائی اور عالم غربت میں انتقال فرمایا۔

آپ کا زہد و تقویٰ، نیکی و پرہیزگاری، خدا ترسی و خدا خونی، عبادت و ریاضت کے صلے میں پروردگار نے آپ کو صاحبِ اعجاز بنایا اور آپ کے مزار اقدس سے لاکھوں معجزات و کرامات صادر ہو چکے ہیں جنہیں کجا کرنا اور مثلاً بطر تحریر میں لانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے یہاں ہم آپ کی صرف چند کرامتیں آپ کی عظمت کے بیان کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں تاکہ مومنین کے قلوب کو جلا اور اذہان یقین کی دولت عطا کی جا سکے۔

حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کا حرم دنیا کے ہر مومن و مومنات اور ہر دیندار و غیر جانبدار اہل فکر و نظر کے لیے مرجع خاص و عام ہے جہاں روزانہ ہزاروں زائرین فرط عقیدت سے اپنی پیشانیوں کو خم کرتے ہیں اور اس در کی جبین سائی کے عوض اپنا دامن مراد بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ حضرت معصومہ کا حرم بہشت کا ایک نمونہ ہے جس طرح جنت میں کوئی قعود کی حالت میں ہے کوئی قیام کی حالت میں کوئی سجدہ میں ہے، کوئی تسبیح و تقدیس معبود میں مصروف ہے اور کوئی اس کی حمد کر رہا ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت معصومہ قم کے حرم میں کوئی حالت نماز میں ہے کوئی قرآن کی تلاوت میں مصروف ہے کوئی تسبیح پڑھ رہا ہے، کوئی حمد کر رہا ہے، کوئی درس دے رہا ہے کوئی درس لے رہا ہے اور کوئی توبہ استغفار و گریہ و زاری میں مصروف ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ جنت میں فرشتے اس کام پر مغمور ہیں اور یہاں انسان اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں اجتہاد و ملائک بھی یہ سلام آتے

ہوں اور ضرور آتے ہوں گے آخر زائرین معصومہ قم کی رہنما اور مشکل کشائی پر
بھی تو کچھ فرشتے معمور ہوں گے۔ علاوہ ازیں جب ہم اذن دخول پڑھتے ہیں
تو یہ کہتے ہیں۔

”بِإِذْنِ اللَّهِ وَإِذْنِ رَسُولِهِ وَإِذْنِ خَلْقَانِهِ أَدْخَلَ هَذَا الْبَيْتَ كَلَوْ
مَلَائِكَةُ اللَّهِ أَعْوَانِي وَكَوْنُوا أَنْصَارِي حَتَّى أَدْخَلَ هَذِهِ الْمَرْوُضَةَ
الْمُبَارَكَةَ۔“

مکتب تشیع کو یہ شرف و افتخار حاصل ہے کہ ان کا مسک ابن دُواتِ مقدّ
سے ہے جو خدا کے مصطفیٰ و مجتبیٰ بندے ہیں اور جنہیں خدا نے اپنی مرضی دیکر
معراج عطا کی ہے پھر ایسی قدسی صفات مستیوں کے در سے شفا اور مراد ملنا
کیا مشکل ہے بلکہ نہ ملے تو محلِ تعجب ہے بلکہ وہ شخص انتہائی بد بخت ہے
جو ان کے در سے ناکام و نامراد واپس آتا ہے اور گوہرِ ابر نہیں پاتا ہے۔

(۱) حرم معصومہ کے ایک خادم کا بیان ہے کہ میرے چچا ایک مرض میں
مبتلا ہو گئے جو بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچا کہ ان کی تمام انگلیاں کالی ہو
گئیں، ڈاکٹروں نے علاج کرنے سے معذوری کا اظہار کیا اور سرِ جن نے طے
کر لیا کہ کل آپریشن ہوگا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا اچھا جب آپریشن کا فیصلہ کر دی
لیا ہے تو مجھے آج رات حرم معصومہ میں تنہا چھوڑ دو۔ ان کی بات مانتے
ہوئے انہیں حرم معصومہ میں تنہا چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ وہ پائین صریح
روستے اور فریاد کرتے رہے ابھی صبح ہونے ہی والی تھی کہ انہوں نے خادماؤں
کو آواز دی کہ دروازہ کھولو مجھے حضرت معصومہ نے شفا دے دی۔ جس
وقت دروازہ کھلا تو انہوں نے ہنستے ہوئے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ
محترم خاتون آئیں اور مجھ سے پوچھا کیا تکلیف ہے؟ میں نے اپنا مرض بتاتے

ہوئے کہا کہ پروردگار مجھے شفا دے یا موت۔ اس کے علاوہ مجھے اس سے کچھ نہیں چاہیے تو انہوں نے اپنے مقنع کا ایک گوشہ چند مرتبہ میری آنکھوں پر پھیرا اور کہا جائیں گے تجھے شفا دی۔
میں نے ان سے سوال کیا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا ”مجھے نہیں پہچانتے حالانکہ تم بھی میرے خادموں میں سے ہو“ اس طے بنت موسیٰ بن جعفر ہوں“

(۲) بھٹکے ہوئے مسافر اپنی منزل پر

حرم کے خادم میں کلید بردار مرحوم جناب روحانی علی اللہ مقامر جو ایک جید عالم بھی تھے اور مسجد امام حسن عسکریؑ کے پیش نماز بھی انہوں نے کہا کہ سرداروں کی ایک انتہائی سردرات تھی کہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا۔

انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اٹھو اور میرے حرم کے میناروں پر چراغ روشن کرو۔ میں خواب دیکھ کر جاگ گیا لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ دوسری مرتبہ پھر یہی خواب دیکھا لیکن متوجہ نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہی ہیں کہ میں نے تم سے نہیں کہا کہ اٹھ کر میناروں کے چراغ روشن کرو۔ یہ خواب دیکھ کر میں اٹھا اور اب اس راز کو مجھے بغیر نصف شب ہی کو چراغ روشن کر دیتے اور پھر آکر سو گیا اور جب صبح ہوئی تو میں نے نرم مقدس کے دروازے کھول دیئے اور سورج نکلنے کے بعد حرم سے نکل کر اپنے چند دوستوں کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر جاڑے کی

میں جاتا تو دو آدمیوں کے سہارے سے جاتا۔

ایک دن مدرسہ فیضیہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجلس برپا تھی بزرگ کو بھی اس کے مددگار مجلس میں لے آئے سید ثلی سیف جو کہ حضرت آیت اللہ حائری کے خدمت نگار تھے انہوں نے بزرگ کو دیکھ کر تلخ انداز میں طعن زنی کرتے ہوئے کہا کہ تم نے یہ کیا مصیبت کھڑی کر دی کہ تمہارے آنے سے تمام مجمع میں رخصتا اندازی پیدا ہو گئی۔ یہ کیا طریقہ ہے۔ اگر تم واقعی سید ہو تو جاؤ اور حضرت معصوم قم سے جا کر شفا حاصل کرو۔ بزرگ نے انتہائی صبر و تحمل سے کام لیا۔

مجلس کے اختتام پر اپنے مددگار سے کہا کہ وہ اسے حرم حضرت معصوم میں لے چلے تاکہ وہ دُعا و نیارت سے مشرف ہو۔ عاشور کی شب تھی حضرت معصوم کے روضہ مبارک میں بالائے سر کی طرف آیا اور بڑے خضوع و خشوع اور گریہ ناری کے ساتھ دعا مانگی کہ اے معطر! اے مکرمہ! میں ناتواں ہوں آپ کی صریح اقدس سے اپنے سراور گردن کو بوجہ مرض مس نہیں کر سکتا اور نہ پہنچ سکتا ہوں۔ آپ کے لطف و کرم و عنایت کا طلبگار ہوں۔ میں یہیں بول مرض سے نجات دلائیے۔

اتنی دیر میں بزرگ کی آنکھ لگ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا خواب ملا ہو سکتے ہو کھڑے ہو جاؤ۔ اور ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ سید حسین کا مکان ہے اس نے باری مجلس برپا کی ہے اس کو جا کر یہ خط دے دو۔

بزرگ نے اچانک دیکھا کہ وہ بغیر مددگار کے کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ

میں خط بھی ہے۔ خط کو شہر ہرنے سید حسین تک پہنچایا اور کہا کہ میں ڈر گیا کہ اگر میں نے یہ خط نہ پہنچایا تو پھر میں در در میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس خط کے مضمون کو میں نے کسی کو نہیں دکھلایا۔ حتیٰ کہ آیت اللہ حائری کو بھی مطلع نہیں کیا۔

(نزہۃ کافی حضرت معصومہ قم ص ۲۵-۲۶ ناصر الشریعہ)

(۶) علمائے بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں ایک سید تھا جو اپنے پاؤں سے مزدور تھا وہ بیٹھ کر چلنا تھا۔ پاؤں اس کے کمزور جسم سے ضعیف و لاغر تھا۔ حضرت معصومہ قم کے روضہ پر اپنی صحت و شفا کے لیے متوسل ہوا۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا اپنے برادر بزرگ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ضریح مطہر سے برآمد ہوئیں اور اپنے بھائی سے عرض کی کہ یہ شخص اپنے پاؤں کی شفا یابی کے لیے آیا ہے۔ آپ با نگاہ رب العزت میں دعا فرمائیں کہ یہ صحت مند ہو جائے۔ حضرت امام رضاؑ نے اپنا لعاب دہن اس کے پاؤں کو لگایا وہ ایک دم بیدار ہوا تو دیکھا کہ مرض ختم ہو چکا ہے اور پروردگار عالم نے حضرت معصومہ کی برکت سے اس کو صحت و عافیت دے دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں اس شخص کو گھسنے ہوئے بیٹھ کر چلتے ہوئے کئی سال دیکھا اور صحت یابی کے بعد کھڑے ہو کر چلتے ہوئے دیکھا اور ملاقات کی۔
(۷) ایک عالم با عمل اور اہل عرفان بزرگ روشن ضمیر نے صالحین پر بزرگوار سے ایک واقعہ بیان کیا کہ دور گذشتہ میں ایک رئیس جو تہائی مافوقہ بازار تھا۔ بازار سودا ادھار خرید کر یہ کہہ کر چل دیتا کہ رقم بعد میں دوں گا میں

(۹) آٹائی نہیں قم کے ایک بزرگ عالم باعلیٰ گزرے ہیں یہ کرامت خود ان سے متعلق ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کے خاندان کی ایک عورت چند سال سے شدید بیمار ہو گئی۔ اس کو میں نہران لے گیا۔ نہران میں مہرا اسپتال میں ڈاکٹر سے معائنہ کرایا۔ معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے مرض کی تشخیص کر کے بتایا کہ ان کو (فیتول مزمین) (فارسی زبان میں ایک بیماری کا نام ہے) اور کہا اس کا آپریشن ہوگا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ان کی عزیزہ اس پر تیار نہیں ہوئی اور قم واپس آ گئیں۔ اور یہاں ڈاکٹر نبی فاطمہ سے آپریشن کرانے پر آمادہ ہو گئیں اور ان کے اسپتال میں ایک کمرہ لے لیا۔ معلوم ہوا کہ آپریشن تین دن کے بعد ہوگا۔ یہ آپریشن خاصہ پیچیدہ ہوتا ہے خصوصاً عورت کے لیے بہت دشوار ہے آٹائی نہیں کہتے ہیں کہ حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اسے معصومہ میں آپ کے در کا غلام ہوں اور میرا آپ بھی آپ کے در کا غلام ہے۔ آپ ہم غلاموں کی عزت میں اور یہ مریضہ بھی ہماری عزت ہے میں نہیں چاہتا کہ مریضہ کو ڈاکٹروں کی حالت پر چھوڑ دوں۔ عنایت و کرم کیجئے آپریشن کا دن آپہنچا ہے۔ جب آٹائی فیضیہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ اب تو میری حالت بہتر ہے۔ آپ ڈاکٹروں کو ٹیلی فون کریں کہ ہمارا انتظار آپریشن کے لیے کریں۔ غلہ کے وقت کہا کہ میری صحت بہتر ہو چکی ہے۔ مختصر یہ کہ ہم بھی عازم کر بلا ہوئے اور ڈاکٹروں سے کہہ دیا کہ ہمارا سفر کرنے کا ارادہ ہے۔

ڈاکٹر نے کہا مریضہ کو نہ لے جانا کیونکہ سفر اس کے لیے نقصان دہ ہے دس روز ہی گزرے تھے کہ مریضہ نے بتایا کہ مجھے اب کوئی تکلیف باقی نہیں رہی۔ ہم کر بلا چلے گئے اور چند ماہ گزر گئے اور اس وقت تک مرض کا کوئی اثر نہ تھا۔

(۱۰) مرحوم سید قربان حسین عابدی صاحب انجمن وظیفہ سادات المؤمنین اور تنظیم المکاتب پاکستان کی خدمات کے خزانے سے کراچی کے قومی حلقوں میں تعارف سے بے نیاز نہیں۔ مرحوم ایک دیندار اور نیک نفس انسان تھے آپ نے متعدد بار چہارہ معصومین علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور حج کی سعادت بھی حاصل کی۔

مرحوم نے یہ واقعہ خود راقم الحروف سے بیان کیا کہ ان کے ایک صاحبزادے انتہائی بیمار تھے اور ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا آپ اس بیمار بچے کو لے کر مشہد اور وہاں سے حضرت معصومہ قم کے روضہ اقدس پر لے گئے۔ راستے میں بچے کی حالت مزید خراب ہوتی چلی گئی۔ مرحوم کہتے ہیں کہ میں نے بچے کو یہ کہہ کر حضرت معصومہ کی ضریح کے قدموں میں ڈال دیا کہ یہاں تک ہم اسے ہاتھوں پر لے کر آگئے ہیں اور یہاں سے قدموں پر چلا کر بھیجا آپ کی ذمہ داری ہے۔

مرحوم کہتے ہیں کہ بچے کو لٹا کر میں اور میری بیوی نماز میں مشغول ہو گئے۔ بچہ نڈھال تھا ہم نماز اذن دخول، نماز زیارت اور نماز حاجت وغیرہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو بچے کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس نے پانی مانگا۔ ہم نے حضرت معصومہ کی سبیل سے پانی لاکر دیا۔ چند دنوں کے قیام کے بعد بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(۱۱) حضرت معصومہ قم کے ایک زائر نے بیان کیا کہ زمانہ شاہ میں روضہ کے گرد شیشے کی دیواریں نہ تھیں۔ میری بیوی عورتوں کی طرف بالکل کونے پر بیٹھی تھی کہ ایک زائر چلتا آیا۔ میری رقم میری رقم... اور یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ زائرین نے بہت تماشہ کیا مگر رقم نہ ملی۔ جب اس شخص سے رقم کی مالیت

دریافت کی تو اس نے یہ بھی نہ بتایا۔ ناگہاں صند دروازہ سے ایک شخص نمودار ہوا اور اس نے جیب سے کچھ رقم نکال کر اس شخص کو دی۔ رقم دے کر وہ شخص عورتوں کے حصے کی طرف گیا اور غائب ہو گیا۔ وہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ مجھے سخت غصہ آیا کہ وہ شخص عورتوں کے حصے کی طرف کیوں گیا میں اس کے پیچھے پیچھے گیا لیکن آدمی کا نام و نشان بھی نہ ملا۔ میں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ کیا کوئی آدمی عورتوں کی طرف آیا ہے اس نے کہا کہ میں دروازہ کے ساتھ بیٹھی ہوں یہاں سے کوئی مرد نہیں گزرا۔

اب مجھے شک ہوا میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ تمہاری رقم تمہیں مل گئی اس نے کہا کہ مجھے میری پورے رقم مل گئی جتنی میری کھوئی تھی البتہ میرے نوٹ پڑانے تھے اور یہ نئے تھے۔ لیکن اگر اس شخص کو میری رقم ملی ہوتی تو مجھے میرے ہی نوٹ واپس کرتا۔ پھر وہ شخص باہر سے آیا تھا اسے کیا معلوم کہ میری رقم گم ہوئی ہے اور پھر میں نے اس کے سامنے بیان بھی نہیں کیا کہ میری رقم گم ہوئی ہے اور پھر اچانک کہاں غائب ہو گیا اس واقعہ پر تمام ڈاکٹرین حیران تھے کیونکہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس وقت شکل سے بال میں بیس پچیس ڈاکٹر موجود تھے۔

(۱۲) حرم حضرت معصومہ رقم میں شب جمعہ دعا کے کیل کے اختتام پر ایک ڈاکٹرہ جو دونوں پیروں سے معذور اور آنکھوں سے نابینا۔ بالکل صحت مند اور بینا ہو گئی۔

یہ خاتون جس کا نام تھا امروزی تھا دونوں پیروں سے معذور اور آنکھوں سے اندھی تھی رشتہ اور تبران کے اسپتالوں میں علاج کرا کر اگر بالوکس ہو چکی تھی اور اسی نا اُمیدی اور بالوکس کے عالم میں آخری اُمید لیکر حضرت معصومہ رقم کے حرم مطہر پر حاضر ہوئی اور یہ عہد لے کر آئی کہ اگر اسے شفائے

ہوئی تو اپنے وطن رشتہ واپس نہ جائے گی اور ساری زندگی حرم حضرت معصومہ قم پر گزار دے گی۔ لہذا اس نے شب جمعہ دعائے کیل میں شرکت کے بعد حرم حضرت معصومہ میں بیٹھ کر نماز پڑھ کر دعاؤں میں مشغول ہو گئی۔ اور خوب گریہ کیا یہاں تک کہ روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ نیند میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک معطر اس پر گرم گرم پانی ڈال رہی ہیں، پانی کی سوزش سے وہ چونک کر اٹھی اور ایسا محسوس کرنے لگی کہ اس کے دونوں پیروں میں جان آگئی ہے۔ نیند سے بیدار ہوئی تو ہر طرف دیکھ سکتی تھی اور دونوں پیروں سے چل سکتی تھی۔ شفا پانے کے بعد ہزاروں کی تعداد میں موجود زائرین کے درمیان الشداکبر کہتی ہوئی آستانہ معصومہ قم کے متولی جناب حجۃ الاسلام مولائی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ یہ خبر سُن کر آستانہ کی طرف سے زائرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

(بحوالہ روزنامہ رسالت ۱۳ فروری ۱۹۸۲ء)

حضرت معصومہ قم کی زیارت کے لیے بیرون شہر سے کچھ خواتین آئی ہوئی تھیں۔ ان خواتین کے ہمراہ ایک پیدائشی نابینا بچی تھی جس کی عمر تقریباً چھ سات سال تھی۔ خواتین اس بچی کو حضرت معصومہ کے حرم کے بارے میں بتاتی رہیں اور جب حرم کے اندر قبر اقدس کا حال بتا رہی تھیں تو لڑکی نے خوشی کی ایک چیخ ماری اور کہا کہ میں خود قبر معصومہ کو دیکھ رہی ہوں، اس معجزہ سے حرم میں موجود نقارے بھنے لگے جو معجزات صادر ہونے کے موقع پر موشین کو آگاہی کے لیے بجائے جاتے ہیں۔

(روزنامہ رسالت ۱۴ جون ۱۹۹۵ء)

حضرت معصومہ کی کرامات پر کئی ضخیم کتابیں تحریر کی جاسکتی ہیں اور

انسانیت کی صحیح و سیدھی راہ سے پھر جاتے ہیں یا خدا پر یقین اور ایمان و اعتقاد سے منحرف ہو کر باطل کی طرف مائل و راغب ہو جاتے ہیں تو اس کا سبب دین کے حقیقی مدعا و مفہوم سے ناواقفیت، مگر ای کا ماحول اور باطل رجحانات ہیں۔ لہذا اس تہذیبی انتشار اور اخلاقی بحران کی وجہ سے انسان دین اور دینی فکر سے جدا ہو کر روحانیت سے دور اور مادیت کے جال میں پھنستا جا رہا ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے قائدین اور رہنماؤں کے اسوہ حسنہ اور حیات طیبہ سے نئی نسل کو متعارف کرایا جائے۔ اور ان کے مزارات مقدسہ جہاں سے آج بھی روحانی فیوض و برکات کا سلسلہ جاری ہے۔

یہ مقامات مقدسہ انسانی زندگی کی تطہیر و تعمیر کا موثر ترین ذریعہ ہیں اور یہ سفر روحانیت کے حوالہ سے وسیلہ ظہر بھی بنتا ہے اور انسان کی زندگی میں انقلاب کا سبب بھی۔

حضرت فتحی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت الطاہرینؑ کے مزارات مقدسہ کی زیارت ثواب بھی ہے روحانیت و نینداری میں اضافہ کا سبب بھی اور ان دُوات مقدسہ سے وفاداری کا اظہار بھی اور چونکہ ہمارے نزدیک خدا کی یہ برگزیدہ ہستیاں اور شہداء صالحین زندہ ہیں لہذا ہم ان کی قبر مطہر کی زیارت کی غرض سے ہی نہیں جاتے بلکہ ان سے ملاقات، ان کے در پر جہیں سائی اور انہیں اپنا حال دل سنانے اپنے مسائل کے حل اور اپنی حاجات طلبی کے لیے جاتے ہیں اور اپنی حاجات و عبادات کو ان کی وساطت سے خدا کے حضور پیش کرتے ہیں اور ان سے سفارش و شفاعت کے امیدوار رہتے ہیں۔ ہم ان مزارات کا غیر معمولی احترام کرتے ہیں

اور اپنے عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے پریشکوہ اور عظیم الشان عمارتیں تعمیر کراتے ہیں۔ ہم یہ احترام و تعظیم و تحکیم اپنے علماء و مجتہدین اور ائمہ الطاہرین علیہم السلام کے طریقوں اور سفارغوں کے مطابق کرتے ہیں کیونکہ ان حضرات نے ان مزارات کی زیارت کے لیے شیعوں کو بہت وصیتیں کی ہیں اور اس کا خدا کے یہاں بڑا اجر ہے۔ اس عمل کو واجب عبادتوں کے بعد بہترین عبادت میں اور خدا کے نزدیک ہونے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ ائمہ الطاہرین اور ان کے خاندان کے مزارات کی زیارت مستحب ہے۔ علماء و مجتہدین ان مزارات کے پہلو کو خدا کی طرف خالص توجہ دینے اور دعا کے قبول ہونے کے لیے بہترین مقام بتاتے ہیں اور ان قبروں کی زیارات اور تعظیم ائمہ اطہار علیہم السلام سے شیعوں کے عہد و فاداری کی تکمیل کرتا ہے۔

حضرت ثامن الائمہ امام علی رضاؑ فرماتے ہیں۔
 ”لکل امام عہد انی عنق اویا ئة وشيعة وان
 من تم اصدا الوفاء بالعہد وحسن الاداء زیارة قبور
 فمن زادهم رغبة فی زیارتهم وتصدیقاً بسبائرعنوا
 کان ائمتهم شفاعتهم یوم القیامة“

ہر امام سے اس کے دوستوں اور شیعوں کا ایک معاہدہ ہوتا ہے انہیں کاموں میں سے جو معاہدے کو بخوبی تکمیل کرتے ہیں ائمہ اطہار کے مزارات کی زیارت بھی ہے جو شوق سے اماموں کے مزارات کی زیارت کرتا ہے اور اس زیارت میں ائمہ الطاہرین کے مقاصد کی طرف دھیان رکھتا ہے قیامت کے دن ائمہ اطہار علیہم السلام اس کی بخشش کی سفارش کریں گے۔
 (معدن تولویہ: کامل الزیارات ص ۱۲)

حضرت معصومہ قم کی زیارت کے فوائد

آپ اور آپ کے بھائی کی قبروں کی زیارت خاص اہمیت کی حامل ہے اس کے ضمن میں بہت سی دینی اور دنیوی فائدے حاصل ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں :-

(۱) حضرت امام رضا علیہ السلام حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا اور ان کے شیعوں کے درمیان محبت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور عقیدتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) دلوں میں ان فقہ است مقدسہ کی خوبیوں، اچھی عادتوں اور خدا کے لیے ان کے جہاد اور قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

(۳) خاص طور پر مخصوصی کے موقع پر وگرنہ سال بھر دنیا کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے مسلمان اور خصوصاً مومنین کرام جب ان روضوں کے اطراف میں جمع ہو جاتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے واقف ہو جاتے ہیں باہمی محبت و اخوت میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور مشترکہ مسائل کے حل کے لیے آپس میں مشورے کیے جاتے ہیں اور اس طریقے سے اجتماع کا حقیقی مقصد بھی پورا ہوتا ہے اور خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت و بندگی اور اس کے احکامات کی بجا آوری کا جذبہ اور احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔

(۴) عبادت میں اضافہ ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ زیارتوں کی طبع عبادتوں کے پردے میں جو اہمیت علیہم السلام کی طرف سے ہم تک پہنچی ہیں توحید

کی حقیقت، اسلام کی طہارت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار دہرایا جاتا ہے۔

(۵) اور جو کچھ ہر مسلمان پر فرض ہے مثلاً اعلیٰ اخلاقی اقدار، ایثار و قربانی کا جذبہ، خدا کے حضور عاجزی و نعتوں اور بخششوں کی شکرگزاری زائرین میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان زیارتوں کا پڑھنا بھی وہی اثر رکھتا ہے جو آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول دعائیں رکھتی ہیں۔

حضرت معصومہ قم کی زیارت کی فضیلت

(۱) حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی زیارت کی فضیلت اور جلالت احادیث سے بہت زیادہ ظاہر ہیں۔

جناب شیخ صدوق^۲ نے بسند حسن جو صحیح کی طرح ہے میں سعد بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے جناب فاطمہ بنت موسیٰ کاظم علیہم السلام کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت معصومہ کی زیارت کے لیے جائے تو اس کے لیے جنت ہوگی۔

(۲) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص میری بھوپھی جناب حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت قم میں کرے اس کے لیے جنت ہوگی۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قم میں ہماری اولاد میں سے فاطمہ نامی ایک ہستی داعی اجل کو لبیک کہے گی۔

(۴) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے علی بن ابراہیم اور انہوں نے اپنے والد

سعد اشعری قمی سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا!

”اے سعد تمہارے قریب ہی ہماری ایک قبر ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ جناب فاطمہ بنت موسیٰ کاظم کی قبر کے بارے میں فرما رہے ہیں تو آپ نے فرمایا جو شخص ان کی معرفت رکھتے ہوئے زیارت کرے تو اس کے لیے بہشت ہوگی۔ جب تم ان کی قبر مبارک پر پہنچو تو سر ہانے کی طرف قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس دفعہ الحمد للہ پڑھو اور اس کے بعد یہ زیارت پڑھیں — (زیارت کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے)

(۵) شیخ عباس قمی تحریر فرماتے ہیں کہ سیدہ جلیلہ معطر حضرت فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو کہ حضرت معصومہ قم کے لقب سے مشہور و معروف ہیں اور جن کا مزار شریف بلد طیبہ قم میں واقع ہے اور جن کے لیے ایک بہترین گنبد طلائی اور ضریح نقرئی اور صحن بنایا گیا ہے اور بہت سے خدام اس روضہ مبارک میں موجود ہیں اور بہت سارے وقت اس کے لیے کیے جاتے ہیں۔ یہ بارگاہ اہل قم کے لیے آنکھوں کا نور اور مرجع خاص و عام ہے اور پورا سال لوگ دور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اور تعصب مغفرت جلیل کر ان معظّمہ کرمہ کے روضہ کی زیارت سے درک فیوضات کرنے آتے ہیں۔

(۶) اہل رے کے باشندوں کا ایک گروہ حضرت صادق آل محمد کی خدمت میں حاضر ہوا ان لوگوں نے عرض کی کہ مولا ہم رے کے رہنے والے

ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مرجا ہو ہمارے قم کے بھائیوں کے لیے !
 اس گروہ نے دوسری بار کہا کہ مولا ہم رے کے رہنے والے ہیں آپ نے
 دوسری مرتبہ فرمایا مرجا ہمارے بھائی اہل قم کے لیے۔ اس جماعت نے تیسری
 مرتبہ جب یہی بات کی تو حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کے
 لیے ایک حرم ہے اور وہ مکہ ہے اور رسول خدا کا حرم مدینہ ہے اور امیر المومنین
 کا حرم کوفہ ہے اور ہم اہلبیت کا حرم شہر قم ہے۔ عنقریب اس شہر میں میری
 اولاد میں سے ایک جس کا نام فاطمہ ہوگا۔ جو شخص اس کی زیارت کرے گا جنت
 اس پر واجب ہوگی۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب حضرت یہ ارشاد فرما رہے تھے
 اس وقت تک آپ کے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پیدا نہیں
 ہوئے تھے۔

(زندگانی حضرت معصومہ قم و تاریخ قم ص ۲۳۲-۳۲۲ مصنف مہدی صحنی)
 (۷) علامہ قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث علیہ الرحمۃ نے مجالس المومنین
 جلد اول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت
 نے فرمایا ”آگاہ رہو کہ خدا کا حرم مکہ، رسول خدا کا حرم مدینہ ہے اور امیر المومنین
 کا حرم کوفہ ہے۔ آگاہ رہو کہ میرا حرم اور میری اولاد کا حرم میرے بعد قم ہے
 آگاہ رہو کہ قم کوفہ صغیر ہے اور بہشت کے آٹھ دروازے میں ان میں سے تین
 دروازے قم کی طرف کھلتے ہیں اور قم میں میری اولاد میں سے ایک خاتون وفا
 پائے گی اور اس کا نام فاطمہ بنت موسیٰ کاظم ہے کہ جس کی شفاعت سے تمام
 شیعہ بہشت میں داخل ہوں گے۔“

(زندگانی معصومہ قم و تاریخ قم مہدی صحنی)

(مشتقی الاعمال صفحہ ۱۳)

کی زیارت کی سعادت و شرف حاصل ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام و حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں دس بار حاضری و جہیں سائی کا خیر حاصل ہے۔ ایک سرکاری ملازم جو حق حلال کی روزی کمانے اور کھانے پر یقین رکھتا اور کثیر العیال ہونے کے باوجود اس پر سختی سے کاربند ہو اس کے لیے ہر سال زیارات پر جانا ناممکن ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ اس سفر کے لیے اکثر غیب سے بھی مدد ہوتی رہی اور ان زیارات کے سفر پر بہت سے معجزات کا ذاتی مشاہدہ بھی کیا اور اکثر قرض لے کر بھی اس فرض کو ادا کیا جاسکتا ہے کہ علماء کے نزدیک زیارت مستحب ہو۔ لیکن آج کے حالات اور میرے عقیدے کے مطابق یہ واجب ہے اور مال و مال جان کے خوف سے بھی زیارت ترک نہیں کرنی چاہیئے۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ کیا یہاں مولا ہمارے حال سے غافل ہیں اور کیا وہ ہماری دعا یہاں نہیں سن سکتے تو بے شک وہ ہمارے حال سے واقف ہیں۔ لیکن جو حال دل مولا کے سامنے بیان کرنے میں مزہ آتا ہے وہ دوسرے بیان کرنے میں نہیں آتا کیونکہ ہم اپنے ان رہنماؤں اور آقاؤں کو زندہ جاوید سمجھتے ہیں۔ اور جب ہم نماز و تلاوت قرآن و دعا و زیارت کے بعد بھیگی ہوئی ٹپکوں اور دل کی گہرائیوں سے اپنی پریشانی بیان کرتے ہیں تو وہ منظر ہی کچھ اور ہوتا ہے اور جس کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں اور پھر ہم اکیلے اس بارگاہ میں نہیں جوتے بلکہ جن و ملائک بھی اپنے مسائل لے کر ان درباروں میں جہیں سائی مگرتے ہیں اور پھر ہمارے زلمے کے امام حضرت تائم آل محمد علیہ السلام ع اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی اپنے بزرگوں کی قبر ظہر کی زیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ پھر جن و ملائک کی اپنے زمانہ کے امام کے ساتھ ان بارگاہوں میں حاضری کتنی بڑی سعادت و شرف

ہے۔ اگر زیارت کا سفر قرض لے کر بھی کیا جائے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری خود ائمہ الظاہرین کے ذمے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ مانگنے کا سلیقہ آتا ہو اور دل کا آئینہ صاف ہو تو اس در سے کیا نہیں ملتا بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جو اس بارگاہ سے خالی ہاتھ واپس چلا جائے۔

آداب زیارت

سوائے مظلوم کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے باقی تمام زیارتوں کے لیے خوشبو لگا کر جائے۔ سفر زیارت پر جانے سے پہلے غسل کر کے سنے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کر کے خوشبو لگائے، راستے میں بیہودہ، لغو اور دنیاوی باتوں سے پرہیز کرے۔ راستے میں تسبیح حضرت فاطمہ پڑھتا ہوا جائے۔

آپ کی قبر مطہر کی زیارت محل فیض اور برکت نزول رحمت اللہ اور عنایت خداوندی ہے۔ علماء کرام نے آپ کی زیارت کو مستحب فرمایا ہے، آپ کا روضہ مبارک مستضعفین و محرومین و عاجزین و مظلومین کے لیے پناہ گاہ اور پریشان حال اور دکھی انسانوں کے لیے تسلی کا باعث ہے اور تاقیامت اس بارگاہ سے رحمت حق کا نزول ہوتا رہے گا اور مراویں پوری ہوتی رہیں گی۔ اکثر آپ کی قبر مطہر سے معجزات اور خارق عادات دیکھے گئے ہیں۔ آپ کی بارگاہ تمام مخلوق و مومنین اور خصوصاً اہل قم کے لیے پناہ گاہ ہے۔

حضرت معصومہ کی زیارت سے پہلے دو رکعت نماز اذن دخول اور دو رکعت نماز زیارت حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا سجااے پھر زیارت

سے قبل اذن دخول پڑھ کر اور داخلہ رواق کی دُعا پڑھ کر جب قبر مطہر کے نزدیک پہنچیں آپ کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یا سر مبارک کا اندازہ کر کے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ کر آپ کی زیارت پڑھیں۔ اکثر زائرین کے، عجم میں بالائے سر کھڑا ہونا ممکن نہیں ہوتا تو دوسرے بھی سر مبارک کا اندازہ کر کے یا صرف نیت کر کے بھی پڑھ سکتا ہے۔ زیارت اگلے صفحات میں تحریر ہے۔

آپ کے حرم مطہر میں عبادت و تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل کا ثواب بہت زیادہ ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ زیارت نصیب ہوتی ہے لہذا ہمیں حرم معصومہ میں اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اعزاء و اقرباء و احباب کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان کی طرف سے بھی نماز زیارت و زیارت پڑھنی چاہیئے اور اپنے ان بزرگوں کی طرف سے بھی جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے خود محدث فقہ جعفریہ حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی مدظلہ العالی دامت برکاتہم سے سنا ہے جب کوئی مومن زیارت کے لیے جاتا ہے تو اس کے مروجین فخر کرتے ہیں اور ان مروجین کی ارواح ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں۔

حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی سے یہ روایت بھی سنی ہے کہ سفر زیارت میں معصوم بچوں کو ہمراہ لانے سے زیارت قبول ہوتی ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بچوں کو زیارت پر لے کر جائیں تاکہ نہ صرف جاری زیارت قبول ہو بلکہ ان بچوں کے معصوم دلوں میں ان ذوات مقدسہ کی عزت و عظمت میں اضافہ ہو اور ان میں ذوق عبادت و شوق زیارت پیدا ہو اور انہیں بچپن ہی سے آداب عبادت کا علم ہو سکے۔ حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی دام عہدہ

نے ایک دن شیخ ترمذی علی میں بیان فرمایا کہ کوئی شخص ان مقدس ہستیوں کے بلاوے کے بغیر نہیں آسکتا۔ یہ بارگاہ دنیا میں جنت کی ایک مثال ہے جس طرح جنت میں یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی فرشتہ قیام میں ہے کوئی قعود میں، کوئی رکوع میں، کوئی سجدہ میں، کوئی خدا کی حمد و ثناء کر رہا ہے کوئی تسبیح و تہلیل، اسی طرح اس حرم میں کوئی تلاوت قرآن حکیم کر رہا ہے کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدہ میں، کوئی حمد و ثناء کر رہا ہے کوئی مناجات کوئی دعا مانگ رہا ہے، کوئی تسبیح و تہلیل، لیکن جو چیز اس حرم کو جنت سے زیادہ ممتاز کر رہی ہے وہ ذکر حسین ہے حرم میں کہیں مجلس برپا ہے کہیں مآتم، کہیں باغے حسین کی آواز آرہی ہے کہیں اشکوں کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے اس حرم میں ذکر حسین کا بڑا ثواب ہے کیونکہ جن کا یہ حرم ہے ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش و آرزو اپنے جد حسین مظلوم کا تذکرہ تھا۔ آپ کتنے خوش نصیب ہیں جو ان فترات مقدسہ کی خواہشوں کی تکمیل کر رہے ہیں یہ کائنات کے عمن ہیں، یہ انسانیت کے عمن ہیں یہ ہمارے عمن ہیں یہ اس احسان کے بدلے میں جو آپ ذکر حسین کی وساطت و حوالے سے فرما رہے ہیں جو کچھ بھی آپ دے دیں کم ہے۔ دُعا بوقت گریہ جو مانگنا ہے مانگ لیجئے۔

اذن دخول

يَا اٰذِنِ اللّٰهَ وَاٰذِنِ رَسُوْلِهِ وَاٰذِنِ خُلَفَاۤئِهِ اَدْخُلْ هٰذَا
الْبَيْتَ فَكُوْنُوْا مَلَائِكَةً اَللّٰهُ اَعُوْا فِيْ وَكُوْنُوْا اَنْصَارِيْ
حَقِّ اَوْخُلْ هٰذَا السَّرْوَصَةَ الْمُبَارَكَةَ وَاَدْعُوْا اللّٰهَ
بِقُوْنِ الدَّعَوَاتِ وَاَعْتَرِفْ اَللّٰهُ بِالْعُبُوْدِيَّةِ وَلِلنَّبِيِّ
وَالْاِسْمَةِ بِالتَّطَاعَةِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقِيْ
وَاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجِ صِدْقِيْ وَاَجْعَلْنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا
نَّصِيْرًا

داخله رواق

بِسْمِ اللّٰهِ وَاِذَا اللّٰهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَسْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَسْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ ط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جب حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک کے نزدیک آپ
پہنچیں تو آپ کے سر مبارک کے قریب رو قبیلہ کھڑے ہو کر ۳۴ مرتبہ اللہ
اکبر ۳۴ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۴ مرتبہ الحمد للہ کہہ کر مندر مذیل زیارت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ عَلٰى اَدَمَ صَلَوٰةُ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ عَلٰى نُوْحٍ
نَّبِيِّ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ
عَلٰى مُوْسٰى وَكَلِيْمِ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ عَلٰى عِيْسٰى رُوْحِ
اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
صَفِيَّ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
خَاتَمَ النَّبِيِّنَ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا قَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ اَلَسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا سُبْحٰنَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَسَيِّدِ شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيَّ بْنَ
اَحْمَدَ سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ وَفَرَّغَ عَيْنِ النَّاظِرِيْنَ
اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بَاقِرَ الْعِلْمِ
بَعْدَ النَّبِيِّ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ

يَا صَادِقَ الْبَرِّ الْأَمِينِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُوسَى
 بْنَ جَعْفَرٍ الظَّاهِرِ الظُّهَرِيِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا عَلِيَّ بْنَ مُوسَى التَّمِيمِيِّ الْمَظْهَرِيِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ التَّقِيِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيَّ
 بْنَ مُحَمَّدٍ الْبَلَقِيِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْأَمِينِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا أَحْسَنَ بْنَ عَلِيٍّ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَصِيَّ النَّوْصِيِّ مِنْ
 بَعْدِهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى ثَوْرِكَ وَسَرَّاجِكَ
 وَذَوِي وَلِيِّكَ وَوَصِيِّ وَصِيِّكَ وَحُجَّتِكَ
 عَلَى خَلْقِكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ قَاطِمَةَ وَحَدِيدَةَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ وَلِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ
 عَلَيْكَ يَا أُخْتَ وَلِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا عَمَّةَ وَلِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ مُوسَى
 بْنَ جَعْفَرٍ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتَهُ السَّلَامُ
 عَلَيْكَ عَرَفَ اللَّهُ بَيْنَتَا وَبَيْنَتَكُمَا فِي الْجَنَّةِ وَ
 حَشَرْنَا فِي زُمْرَتِكُمَا وَأَوْرَدْنَا حَوْضَ بَيْتِكُمَا وَسَقَانَا
 بِكَ مِنْ جَدِّكُمْ مِنْ بَيْدِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
 صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَرْبِّانِيكُمْ
 السُّرُورَ وَالْفَرَجَ وَأَنْ يَجْمَعَنَا وَإِنَّا كُمْ فِي

وَرُمِّدَ جَدِّكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ
 أَنْ لَا يَسْلُبُنَا مَعْرِفَتَكُمْ إِنَّهُ وَلِيُّ قَدِيرٌ أَتَقَرَّبُ
 إِلَى اللَّهِ بِحُبِّكُمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَ
 وَالتَّسْلِيمِ إِلَى اللَّهِ رَاضِيًا بِهِ غَيْرَ مُتَكَبِّرٍ وَلَا
 مُسْتَكْبِرٍ وَعَلَى يَقِينٍ مَا آتَى بِهِ مُحَمَّدٌ وَبِهِ
 رَاضٍ نَطْلُبُ بِذَلِكَ وَجْهَكَ يَا سَيِّدِي
 اللَّهُمَّ وَرِضَاكَ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ يَا فَاطِمَةُ
 اشْفِعِي لِي فِي الْجَنَّةِ فَإِنَّ لَكَ عِنْدَ اللَّهِ شَأْنًا
 مِنَ الشَّأْنِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُخَيِّرَ
 لِي بِالسَّعَادَةِ فَلَا تَسْلُبْ مِنِّي مَا آتَانِيهِ وَ
 لَا تَحُولْ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا وَتَقَبَّلْهُ بِكَرَمِكَ وَ
 عَزَّتِكَ وَبِرَحْمَتِكَ وَعَافِيَتِكَ وَصَلَّى اللَّهُ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ وَسَلَامٌ
 تَسْلِيمًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

سلام ہو آدم صلی اللہ علیہ وسلم، سلام ہو نوح نبی اللہ پر
 سلام ہو ابراہیم خلیل اللہ پر سلام ہو موسیٰ
 کلیم اللہ پر سلام ہو عیسیٰ روح اللہ پر
 سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ سلام ہو آپ
 پر اے افضل مخلوق خدا سلام ہو آپ پر
 اے برگزیدہ خدا، سلام ہو آپ پر یا محمد ابن عبد اللہ
 خاتم النبیین، سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین
 علی ابن ابی طالب وصی رسول اللہ سلام ہو
 آپ پر یا فاطمہ زہرا سیدۃ النساء العالمین سلام ہو
 آپ پر ہمارا سلام ہو اے نواسہ رسول اے سرداران
 فوجان جنت، سلام ہو آپ پر یا علی ابن حسین
 سید العابدین اور خشکی چشم اہل بصیرت
 سلام ہو آپ پر محمد بن علی باقر ناشر علوم پیغمبر
 بعد پیغمبر اسلام، سلام ہو آپ پر یا جعفر ابن محمد
 صادق و آئین و نسب کو کار سلام ہو آپ پر اے موسیٰ
 ابن جعفر طاہر و مطہر، سلام ہو آپ پر اے
 علی ابن موسیٰ رضا کہ آپ کا نام ہی رضا ہے سلام
 ہو آپ پر یا محمد بن علی تقی سلام ہو آپ پر یا
 محمد تقی خیر خواہ امت محمدی دامن ائمرار معبودی سلام
 ہو آپ پر یا حسن بن علی اور اے بعد حسن عسکری
 اے میرے پروردگار سلوٰۃ و سلام ہو ان کے نور پاک پر کہ

ان کی ولایت و حمایت و حجت کے ذریعے تو نے
 حقیقت پر سارے راستے روشن و منور کر دیئے۔ سلام
 ہو آپ پر اے بنت رسول اللہ اے بنت فاطمہ زہراؑ
 سلام ہو آپ پر اے بنت امیر المؤمنین سلام
 ہو آپ پر اے بنت حسن و حسین۔ سلام
 ہو آپ پر اے بنت دلی اللہ، سلام ہو آپ
 پر اے خواہر دلی اللہ۔ سلام ہو آپ پر اے دلی خدا
 کی بھوپھی، سلام ہو آپ پر اے بنت موسیٰ بن
 جعفر آپ پر خدا کی رحمت و برکت ہو، سلام ہو
 آپ پر کہ پروردگار عالم جنّت میں ہمیں آپ کا ہنشین بنائے
 اور محشر میں آپ کے ساتھ مشور فرمائے اور حوض کوثر پر آپ
 کے جد علی ابن ابی طالب کے ہاتھوں جام کوثر سے سیراب
 کرے آپ پر درود و سلام ہو کہ ہم خدا سے بس یہی دعا کرتے
 ہیں کہ ظہور امام عصر میں آپ کی خوشیوں کے دیکھنے کا موقع
 عطا فرمائے اور روز محشر مجھے فرمائے اور آپ
 کے جدمحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں شمار کرے
 اور آپ کی معرفت ہم سے سب نہ کرے کیونکہ وہ صاحب
 اختیار و قدرت ہے۔ ہمیں آپ کی قربت آپ کے دشمنوں سے
 برآت، خدا کی عبادت، اس کی مرضی، کبر و نخوت سے دوری
 اور محمد مصطفیٰ پر نازل شدہ تمام چیزوں پر یہ رغبت رضا
 و رغبت و یقین کے اقرار کے ذریعہ توبہ الہی کے جو یا ہے

اے میرے الشہیری رضا اور آنحضرت کی بھلائی کے طالب ہیں۔
اے فاطمہ ہم آپ سے شفاعت اور جنت کے طلب گار
ہیں۔ کیونکہ آپ کا خدا کے نزدیک بڑا مقام ہے۔
اے خدایا تجھ سے ہماری یہی دعا ہے کہ ہمارا انتخاب
بخیر فرما اور جو عنایت فرمایا ہے اسے سبب نہ فرما۔
تیری قدرت ہمہ گیر اور تیرا تسلط محیط ہے۔ اے میرے
پروردگار تجھے تیرے کرم، عزت و رحمت و عافیت کا واسطہ
ہماری دعاؤں کو مستجاب فرما ہمارا اسلام ہو۔ محمد و آل
محمد اور ان کے اہلبیت اجمعین پر اور سلام ہو جو سلام کا
حق ہے چونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔

شہرِ قم پر ایک نگاہ

قم — مکہ و مدینہ و نجف و کربلا و کاظمین و خراسان و سامرا

کی طرح بابرکت و با عظمت شہر۔

قم — وہ مقدس سرزمین جس کی آغوش میں پادشاهِ حج و حجت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام محرابِ استراحت ہیں۔

قم — نورِ نظر جنابِ محمد ام البنین کی آخری آرام گاہ۔

قم — ثامن الائمه حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہمیشہ کا

پیارا وطن۔

قم — شہرِ نفیلت و عظمت

قم — جہاں بشریت کی رہنمائی کی زندہ علامت

قم — وہ شہر جس کی زیارت عبادت ہے۔

قم — وہ شہر جس کی خاک سرمدِ پیرت ہے۔

قم — جہاں محبت و عقیدت اور ارادت و مودت کے چشمے

بہتے ہیں۔

قم — وہ مقدس شہر جہاں جن دہلک پے درود و سلام

آتے ہیں۔

قم — وہ مبرک شہر وہ عظیم بارگاہ جہاں ہمارے زمانے کے

امام حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجه
الشریف زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

قم — تاریخ عالم کے بلبے پر ایک زندہ جاوید شہر
وقت کے دیکھتے سورج پر خنکی کا ایک احساس۔
قم — صحرائے تنگی میں ابر رواں کی صورت ہے۔

قم — خطہ زمین پر جنت نظیر مگر جہاں پہنچ کر انسان اندیشہ
سود و زلیں سے دور ہو جاتا ہے۔

قم — جہاں انسان فکر افراہ اور غم امروزی سے بے نیاز ہو کر
اور اپنی ذات کے حصار سے نکل کر حرم معصوم کے در
پر اپنا سر رکھ کر معراج پاتا ہے اور دنیا کے غم بھلا کر
دین کی طرف وصال دیتا ہے۔

قم — وہ قطعہ اراضی جس کی فضاؤں میں نجف کی طرح علم
بسا ہوا ہے۔

قم — جہاں کے علماء و مجتہدین و فقہاء کے تقویٰ و تقدس پر
زمین کو فخر اور آسمان کو رشک ہے۔

قم — کتابوں سے بھری پری کا ثنات ہے۔
قم — جہاں عظمت فکر کے انداز عیاں ہے۔

قم — جہاں سے آج بھی اتحاد بین المسلمین کا پیغام دیا جا رہا ہے
جہاں تقویٰ پر یہ بدلتی ہیں۔

قم — جہاں دعائیں مستجاب اور عبادت قبول ہوتی ہے۔
جہاں نابینا بینا اور معذور و مجبور مختار بن جاتے ہیں۔

قِم _____ جہاں مریفوں کو شفا مایوسوں کو آس اور ٹوٹے دلوں کو ڈھارس ملتی ہے۔

قِم _____ جہاں سوز و غاں ہے ساز اثر ہے۔

قِم _____ جہاں اشک گوہر اور خواب تعمیر بنا جاتے ہیں۔

قِم _____ وہ شہر جس سے عظمت شاہی لرز گئی۔

قِم _____ انقلاب اسلامی کا منبع و سرچشمہ

قِم _____ خیمہٴ بت شکن کا شہر اس مرد قلندر کا شہر جس نے پائے

بے نیلین سے تاج شاہی کو ہمیشہ کے لئے رو نہ ڈالا۔

قِم _____ عزم و ہمت، جرات و بہادری اور استقلال و پلیدی

کا شہر۔

قِم _____ جہاں کے مومنین نے احقاق اور ابطال باطل کے لئے

ایک عظیم الشان جہاد کیا۔

قِم _____ آل محمد کا شہر

قِم _____ شہانِ حیدر کردار کا شہر

قِم _____ حسینؑ کے عزاداروں کا شہر

قِم _____ علوم ربانی اور احکاماتِ دینی کا مرکز

قِم _____ عالم اسلام کا دل

قِم _____ وہ شہر جس کے متعلق امام صادقؑ نے فرمایا اہلِ ایمان قِم

پیر اللہ کا سلام ہو اور خدا ان کے شہروں کو بارانِ رحمت

سے سیراب کرے۔

قِم _____ وہ مقدس سرزمین جس میں حضرت موسیٰ مرتضیٰ کی قبر مبارک

ہے جہاں مسجد ٹکراں و چیل اختران ہے جہاں سینکڑوں
 امام زادگان و سید زوایا سکون کی نیند سو رہی ہیں
 تمہ پر میرا سلام ہو دنیا کے تمام مومنین کا سلام ہو تمہ
 پر خدا کا فضل ہو تمہ ائمہ الطاہرین کی طرف سے رحمتیں
 نازل ہوں۔

شہرِ قم کی عظمت و فضیلت اہل بیتِ طاہرین کی نگاہ میں

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سلام
 خدا کا اہل قم پر اور رحمت خدا کی اہل قم پر، خدا ان کے شہدوں کو بارانِ
 رحمت سے سیراب کرے اور ان پر برکتیں نازل فرمائے پس ان کے
 گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے وہ لوگ رکوع کرنے والے، خدا سے
 ڈرنے والے، سجدہ کرنے والے، عبادت میں کھڑے ہونے والے
 اور روزے رکھنے والے ہیں۔ وہ لوگ علم فقہ کے جاننے والے اور علما
 اور صاحبِ فہم ہیں وہی لوگ اہل دین اور اہل ولایت اور اہل عبادت اور
 اچھی عبادت کرنے والے ہیں مملوۃ ان پر رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل ہو
 (حوالہ: مجالس المومنین حضرت شہید ثالث بندہ اول)

۲۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ خدا کے لئے ایک حرم ہے اور وہ مکہ ہے اور آگاہ ہو کہ یقیناً رسول کے لئے ایک حرم ہے اور وہ مدینہ ہے اور آگاہ ہو کہ تحقیق امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے لئے ایک حرم ہے اور وہ کوفہ ہے اور آگاہ ہو کہ میرا اور میری اولاد کا حرم میرے بعد تم ہے اور تم چھوٹا کوفہ ہے۔ آگاہ ہو کہ یقیناً جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین تم کی طرف ہیں اس شہر میں ایک عورت میری اولاد سے انتقال کرے گی جس کا نام فاطمہ بنت موسیٰ ہو گا جس کی شفاعت سے میرے شیخ جنت میں داخل ہوں گے۔

(جلاس المومنین حضرت شہید ثالث علیہ الرحمہ جلد اول)
شہر قم کی عظمت و فضیلت کے بارے میں آئمہ الطاہرین علیہم السلام کے بے شمار اقوال ہیں جن میں سے دو اقوال ہم اوپر پیش کر چکے ہیں اور مزید چند آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال آپ کے مطالعہ کے لئے درج ہیں تاکہ شہر قم کی اہمیت، حیثیت، عظمت و شرف و فضیلت کو سمجھ سکیں کیونکہ اس شہر کو یہ فضیلت متعدد وجوہات کی بنا پر حاصل ہے اور اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں حضرت فاطمہ معصومہ قم کی قبر مطہر ہے۔

۳۔ مولائے متقیان سر اللہ العالمین امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قم آل محمد کا مرکز سکون اور شیعوں کا طبا و ماویٰ ہے (چودہ ستارے صفحہ ۱۴۶۹)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک زمانے میں

کوثر رنجف، مومنین سے خالی ہو جائے گا اور وہاں علم و دانش کے چرچے اس طرح غائب ہو جائیں گے جس طرح سانپ اپنے بل میں گھس کر غائب ہو جاتا ہے پھر یہ علم اس شہر میں ظاہر ہو گا جس کو تم کہتے ہو وہاں علم کا بڑا شہر ہو گا اور وہ شہر علم و فضل کا شہر قرار پائے گا۔

زندگانی معصومہ رقم ۱۱ - زندگانی معصومہ و تاریخ رقم ۷

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب دنیا میں چاروں طرف شراکیزیاں پھیل جائیں گی اور دنیا برائی سے بھر جائے گی تو تم شہر قم اور اس کے نواح میں آباد ہو جانا کیونکہ شہر قم سے بلائیں اور برائیاں بہت دور رہیں گی۔

(زندگانی معصومہ رقم و تاریخ ص ۱۸/۱۹)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ تم کا نام اس لئے "قم" رکھا گیا ہے کہ اہل قم حضرت قائم آل محمد راجع اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ساتھ قیام کریں گے اور استقامت کے ساتھ نصرت کریں گے۔

(زندگانی معصومہ رقم بعدی صفحہ ۱)

۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا "قم آل محمد کی پناہ گاہ اور ہماری پیروی کرنے والوں کے لئے امن و امان کی جگہ ہے لیکن ان میں سے نوجوانوں کا ایک گروہ ہلاک ہو جائے گا اپنے اباؤ و اجداد کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ان کی منزلت گھٹانے کی بنا پر اور اپنے بزرگوں کا تحقیر کرنے کی وجہ سے مگر ان سب باتوں کے باوجود خداوند عالم دشمنوں کے شر اور برائی سے ان راہل قم سے دور رکھے گا،

۸۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے

ہیں ان آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ قم میں ہے قم کے باشندے قابل مبارک باد ہیں۔ ان کلمات کو حضرت نے تین بار ارشاد فرمایا۔

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے " بلا شک شہر مقدس قم پر ایک فرشتہ مقرر ہے اور قم کے اوپر اپنے پیروں کا سایہ کئے ہوئے ہے کوئی ظالم یا سرکش قم کی طرف بدعتی یا غلط ارادہ کرے گا تو خداوند عالم اسے اس طرح نیست و نابود کرے گا جس طرح یانی کے اندر ننگ لگھل کر نیست و نابود ہو جاتا ہے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

ابالایان قم پر اللہ کا سلام ہو اور خدا ان کے شہروں کو بارانِ رحمت سے سیراب کرے اور اپنے برکات اہل قم پر نازل فرمائے اور اللہ ان کے گناہ نیکیوں میں بدل دے قم کے لوگ رکوع و سجود و قیام و قعود والے ہیں اور فقہاء علماء و اہل علم و محدثین و مجتہدین۔ اہل عبادات دین مبین اسلام کے حامی ہیں۔

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ساری دنیا میں فتنہ و فساد پھیل جائے تو قم میں پناہ لو کیونکہ بلائیں قم سے دور رہیں گی۔

۱۱۔ حضرات آئمہ الطاہرین علیہم السلام سے روایت ہے کہ اگر تم اہل قم نہ ہوتے تو دین ضائع ہو جاتا۔

۱۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " قم کی مٹی مقدس ہے اور اس کے باشندے ہم میں سے اور ہم ان میں سے ہیں۔ جو دشمن قم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گا وہ واصل جہنم ہو گا قم ہمارا اور ہمارے شیعوں کا شہر ہے پاک و پاکیزہ و مقدس ہے اور ہمارے قائم امام مہدیؑ

کی مدد کرنے والے اور ہمارے حق کو پہچانتے والے ہیں۔

۱۳۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل قم کا سب حساب و کتاب قبر میں ہی ہو گا۔ اور وہیں سے وہ جنت میں چلے جائیں گے۔
۱۴۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اہل قم کا حساب و کتاب نہ ہو گا وہ یونہی جنت میں چلیں جائیں گے۔

۱۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ غنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے کہ تم اور اس کے باشندے کائنات پر خدا کی محبت ہوں گے اور یہ زمانہ غیب امام آخر الزماں میں آئے گا اور اگر ایسا نہ ہو گا تو زمین پانی میں ڈوب جائے گی۔ (چودہ ستر سے ص ۴۷)

۱۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہلایان قم میں سے ایک مرد اٹھے گا اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دے گا اس کا ساتھ دینے والے ایسے جوان مرد ہوں گے جو لوہے کی دیوار جیسے مضبوط و مستحکم ہوں گے اور دنیا کے تیر طوفان بھی ان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکیں گے اور یہ بھی اللہ کی راہ میں جنگ سے تھکاوٹ محسوس نہیں کریں گے اور کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہوں گے اور صرف اللہ پر توکل و اعتماد کریں گے اور عاقبت تو نیکو کاروں کے لئے ہے اور بہترین تو شہر آخرت و تقویٰ ہے (زندگانی معصومہ قم ص ۲۴)

شہر قم کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ مسجد جعفرانی یہاں واقع ہے۔ یہاں پر شب بھر حضرت امام زمانہ علیہ السلام تشریف لاتے ہیں علاوہ ازیں حضرت امام زمانہ حضرت معصومہ قم کی زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

حضرت معصومہ کی عظمت اور آپ سے علماء و مجتہدین کی عقیدت کا اندازہ مرجع عالیقدر حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے شہاب الدین مرعشی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ کے وصیت نامہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

”اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے جنازے کو میری سیدہ فاطمہ معصومہ کی قبر کے سامنے رکھ کر کسی ذاکر کو کہیں کہ وہاں حضرت امام حسین علیہ السلام مظلوم کا اپنے اہل بیت سے وداع کرنے کا ذکر مصائب پڑھے اور اسی طرح میرا جنازہ میرے اس امام بارگاہ میں بھی لے جائیں جس کو میں نے ماتم کے لئے بنوایا اور وہاں بھی ذکر الوداع کا مصائب پڑھا جائے اس طرح جب میری میت کو میری قبر میں آمارا جائے جو کہ میرے مکتبہ غوثی کے پاس اور دروازہ حرم معصومہ کے قریب ہے وہاں بھی ذکر مصائب پڑھا جائے اور اگر مجھے قہر سے باہر بھی موت آجائے تو میرے جنازہ کو قم میں لا کر دفن کیا جائے۔“

شہر قم کی عظمت و فضیلت علماء کرام کی

نگاہ میں

گذشتہ صفحات میں ہم نے شہر قم کی عظمت و فضیلت کے متعلق آئمہ الطاہرین علیہم السلام کے چند اقوال پیش کئے تھے یہاں ہم چند علماء کرام اور مجتہدین کے اقوال شہر قم کی فضیلت کے بارے میں پیش کر رہے ہیں

۱۔ حضرت قاضی نور اللہ شہرستانی شہید ثالث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
 "بلکہ قمر شہر عظیم و بلکہ کوریم است۔"

۲۔ علامہ شیخ عباس قحی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کوئے کو تمام
 شہروں پر فضیلت ہے لیکن قمر اور اہل قمر کو تمام دنیا پر فضیلت ہے
 اور اس کے باشندوں کو مشرق و مغرب اور جن و انس پر فضیلت ہے
 خدا نے یہاں کے باشندوں کو دین اور ایمان میں ہمیشہ توفیق دی ہے
 تمام بلائیں قمر اور اہل قمر سے دور رہی گئی ہیں یہاں ملائکہ دفع بلا کے لئے
 حاضر رہتے ہیں کبھی کسی دشمن نے قمر پر غلبہ حاصل نہیں کیا قمر کو اللہ کی طرف
 سے علم و فضل کا مرکز بنایا گیا ہے۔

۳۔ علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں فضیلت شہر قمر کو
 مختلف کتابوں سے نقل فرمایا ہے۔

۴۔ آقا علی محمدی صفحی تحریر فرماتے ہیں کہ اس مقدس شہر میں حضرت
 امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دختہ عالی قدر حضرت فاطمہ (معروفہ بمعصومہ)
 قمر اکا تاقیام تیار مت ہونا میں اس شہر کی فضیلت ہے کیونکہ مکان کی
 فضیلت لیکن سے ہوتی ہے۔

۵۔ صاحب معراج البلدان لکھتے ہیں کہ بندہ طیبہ قمر زمانہ اسلام کے بنیادی
 شہروں میں سے ایک ہے اور وہاں کے رہنے والے ہمیشہ شہید الامیر تھے
 ۶۔ مورخ ریگانہ مولانا نجم الحسن کراچی اپنی کتاب چودہ سارے میں تحریر
 فرماتے ہیں قمر یہ وہ جگہ ہے کہ جس نے یوم الست سب زمینوں سے پہلے
 ولایت ائمہ المؤمنین علیہم السلام کو قبول کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا
 ایک دروازہ اس کی طرف کھول دیا۔

۷۔ صاحب انوار المشیخیں تحریر کرتے ہیں کہ بلکہ طیبہ قم کے نام بہت زیادہ ہیں اور اس مقدس و طیب شہر کے ناموں کی زیادتی اس شہر کی عظمت و شرافت پر دلالت کرتی ہے۔
یہاں ہم اعتماد کے پیش نظر صرف علماء کے اقوال پر ہی انفا کرتے ہیں۔

* * *

jabir.abbas@yahoo.com

تاریخ قمر پر ایک نظر

اس شہر کی بنیاد ۸۳ھ ہجری میں ازمانہ عبدالملک بن مروان اُپر مئی
اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبدالرحمن بن فہد بن اشعث بن قیس جو حجاج بن یوسف
کی طرف سے حاکم سیستان تھا۔ حجاج اس کا قتل ہوا اور اس پر لشکر
نشی کرائی۔ عبدالرحمن حجاج سے شکست کھا کر سیستان سے بھاگ کر زمین
قمر پر پہنچے اس کے لشکر میں سترہ ثلما تابعین عراق بھی تھے جن کے نام یہ تھے
۱۔ عبداللہ ۲۔ عبدالرحمن ۳۔ اسحاق اور نعیم

یہ چاروں سعد بن مالک بن عامر اشعثی کے بیٹے تھے یہ جگہ چند
چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل تھی جن میں سے ایک گاؤں کا نام کمندان
تھا۔ یہ چاروں بھائی اس گاؤں میں قیام پذیر ہوئے رفتہ رفتہ ان کے عزیز
عراق سے آکر ان کے پاس آباد ہو گئے اور اس قدر عمارتیں بنائیں کہ یہ
تمام گاؤں آپس میں مل گئے اور سب کا نام کمندان ہو گیا لیکن یہ نام فارسی
تھا عربوں نے اس کو قمر کہنا شروع کر دیا قمر میں سب سے پہلا شخص جس
نے مکہ شریف آتیا کر لیا وہ موسیٰ بن عبداللہ بن سعد اشعثی تھا ایک اور
روایت میں ہے کہ جب کشتی نوح چکر لگاتی ہوئی اس سرزمین پر پہنچی تھی
تو ٹھہر گئی تھی لہذا اس کے قیام کو ذبح سے اس جگہ کا نام قمر قرار دیا گیا۔
تاریخ قمر ۱۳-۱۲، ناصر الشریف چودہ سار سے ص ۶۹-۷۰ علامہ عبدالحسن
کوثری

قم کے بہت سے نام ہیں۔

قم ، زہرارہ ، ارض جبل ، قطفہ من بیت القدس ، مطہرہ
مقدسہ ، مجمع انصار القائم ، حرم اہل بیت ، حجتہ علی البلاد ، بحسہ ،
مادوی اللطائف ، استراحت گاہ مومنین ، آشیانہ آل محمد ، معدن الشیعہ ،
کوثر صغیرہ ، مادوی شیعہ آل محمد ، معدن علم و فضل ، فتنار البلاد ، مقسم الجبارین
مذاب الجبارین ، بلد الائمہ ، بلد شیعہ الائمہ ، امان للکافین ، مغزخ للکفین
مقر للہارین ، المدفون عنہا البلاد ، المرفون عنہا البلاد ، المفتوح الیہ باب
الجہنم ، بلد الایمن ، مرفوق الملائکہ ، خاک فرخ ، محروس الملائکہ ، مزین بالمعرب
ایک روایت میں ہے کہ اس شہر کو ابو موسیٰ اشعری نے ۲۳ ہجری میں
فتح کیا اور جب ہی سے اشعری قبیلہ یہاں آیا اور اس شہر کی بنیاد پڑی۔
مجلد البیادہ ق ۱۳۹۸ ہجری کے ص ۹۹ پر تحریر ہے کہ شہر قم کی بنیاد
۲۳ ہجری میں پڑی جس کا ذکر معروف شاعر فردوسی نے شہرستانہ فردوسی میں
تحریر کیا ہے۔

قلم میں امام زادگان کے مقابر

شہر قلم میں ایک روایت کے مطابق سارے نین سو سے زائد امام زادگان کی قبریں ہیں مگر ان کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن جن قبور کی نشاندہی اب تک ہو چکی ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جو ار حضرت معصومہ قلم میں دفن ہوئی اے امام زادگان

- ۱۔ جناب ام محمد دختر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
- ۲۔ جناب میمونہ دختر حضرت
- ۳۔ جناب علی فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام خیابان آذر
- ۴۔ جناب حمزہ فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خیابان آذر
- ۵۔ جناب احمد فرزند
- ۶۔ جناب موسیٰ یزدی فرزند امام تقی علیہ السلام خیابان آذر
- ۷۔ ابراہیم فرزند احمد بن موسیٰ کاظم علیہ السلام خیابان آذر
- ۸۔ اسماعیل چند سلسلوں کے بعد ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نزد مسجد رضائیہ
- ۹۔ خیابان آذر میں پہلے اختران ایک ہی جگہ دفن ہیں جن میں سے صف چند
کے اسمائے گرامی کاظم ہو سکا ہے۔
- ۱۰۔ موسیٰ ابن موسیٰ جن کا سلسلہ چند سلسلوں کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم

۱۱۔ محمد حنیف سلسلوں کے بعد سلسلہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے

۱۳۔ فاطمہ سلسلہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے۔

۱۲۔ بریہ جن کا سلسلہ حضرت موسیٰ برت سے ملتا ہے۔

۱۵۔ احمد بن کا سلسلہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے۔

۱۶۔ ام سلمہ حین کا سلسلہ حین و اسلوں کے بعد امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے

۱۷- ام کلثوم

۱۸۔ جناب زید جن کا سلسلہ حیند واسطوں کے بعد حضرت امام زین العابدین

علیہ السلام سے ملتا ہے (خیابان آذر)

۱۹۔ جناب سلطان محمد شریف

۲۔ جناب احمد جن کا سلسلہ حیدر واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسلک ہے۔

سے ملتا ہے وروازہ قلعہ

۲۱۔ جناب ابراہیم " " خیابان شاہ ابراہیم

۲۲ جناب محمد

۳۲۔ ناصح الہدیہ: یہ سلسلہ خندواستوں کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام

۱۱- امام الدین بن علی
سے ملتا ہے۔ چار راہ مزار

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

۲۴۔ جناب عارف یار آمد
سر قلم: خواجہ خفاک فرج

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے

۲۵. جناب بقر " خاندان شاہ ابو اسم

حرم معصومہ کے قرب و جوار میں شہابان وقت کی قبریں

حضرت معصومہ قمر سلام اللہ علیہا سے مودت و عقیدت کی وجہ سے بے شمار سلاطین نے یہ وصیت کی کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے جہد خاکی کو تم میں دفن کیا جائے۔ جوار معصومہ کے قریب دفن ہونے والے سلاطین کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ شاہ صفی اولاد شاہ عباس کبیر جس کی قبر حرم معصومہ کے قبیلہ کی سمت واقع ہے۔
 - ۲۔ شاہ عباس ثانی اس کی قبر شاہ صفی کی قبر کے جنوب میں واقع ہے۔
 - ۳۔ شاہ سلیمان کی قبر شاہ عباس کی قبر کے نزدیک ہے۔
 - ۴۔ شاہ سلطان صفوی۔
 - ۵۔ فتح علی شاہ تاجدار کی قبر صحن کبہ میں واقع ہے۔
 - ۶۔ محمد شاہ تاجدار کی قبر بھی صحن کبہ میں واقع ہے۔
- صحن کبہ میں، خاندان صفویہ و تاجدار کے دیگر افراد کی بھی قبور ہیں۔

حرم معصومہ کے جوار میں علماء کرام کے مزارات

- ۱۔ آیت اللہ العظمیٰ آقا سید حسین بروجرودی۔
- ۲۔ آیت اللہ العظمیٰ آقا سید شہاب حسین عرشی نجفی۔

- ۳۔ استاد مفتی مہر علی شہید -
- ۴۔ آیت اللہ آقای خونساری -
- ۵۔ آیت اللہ مدنی شہید مہراب -
- ۶۔ محدث آقای قطب الدین راوندی -
- ۷۔ آقای شہید مصطفیٰ چمران -
- ۸۔ ڈاکٹر ابو مفتح شہید -
- ۹۔ حجت الاسلام محمد منتظری شہید -
- ۱۰۔ آیت اللہ شیخ امام خمینی کے داماد -
- ۱۱۔ آیت اللہ مہدی الکلیم -

علاوہ بے شمار علماء کرام کی قبریں شہر قم میں واقع ہیں چونکہ یہ ایک الگ موضوع ہے لہذا اختصاراً چند علماء کے نام تحریر کر رہے ہیں۔

شہر قم سے تعلق رکھنے والے اصحابِ ائمہ الطاہرین

شہر قم کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ائمہ الطاہرین کے بہت سے اصحاب کا تعلق شہر قم سے تھا جو ہمیشہ ائمہ کرام کے ہمدرد و اخوان انصار میں شامل رہے۔

- ۱۔ جناب ذکریا بن آدم بن عبد اللہ بن سعد الاشعری
- ثامن الأئمہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے قابل اعتماد و وفادار اصحاب

میں سے تھے آپ عالم و فاضل اور عظیم الشان فقیہ تھے۔ اور حضرت امام رضا کے نزدیک ثقہ و صاحب منزلت تھے۔ جناب علی بن مسیب ہمدانی سے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے ثقات میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا کی خدمت میں عرض کی کہ میرا وطن دور ہے اور میں ہر وقت آپ کی خدمت میں نہیں رہ سکتا اور نہ ہدایت و رہنمائی حاصل کر سکتا ہوں مجھے احکام دین معلوم کرنے کے لئے دشواری ہوتی ہے حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ معاملہ دین ذکر یا بن آدم قہی سے لوجو کہ دین و دنیا میں مامون ہے ذکر یا بن آدم کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ ایک سال حضرت امام رضا علیہ السلام کی قیادت میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور مدینہ سے مکہ تک ایک ہی محل میں سفر کیا۔ آپ کی قبر مقبرہ شیخان قم میں ہے۔
(تاریخ قم ص ۱۹۵) و (احسن المقال)

۲۔ جناب ادریس بن عبد اللہ بن سعدی المعروف ابو جبر قمی آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں تھے اور صاحب قدر و منزلت تھے۔ حضرت امام رضا کے نزدیک ان کی بڑی منزلت تھی آپ کی قبر بھی مقبرہ شیخان میں ہے (تاریخ قم ص ۱۶۵)

۳۔ آدم بن اسحاق بن آدم بن عبد اللہ سعد الاشعری آپ ذکر یا بن آدم بن عبد اللہ بن سعد الاشعری کے بھتیجے تھے ثقہ اور جلیل القدر عالم تھے آپ کی قبر بھی مقبرہ شیخان میں ہے (تاریخ قم ص ۱۶۵)

۴۔ ابراہیم بن محمد الاشعری

آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے آپ نے دونوں اماموں سے روایت بیان کی ہے اور اپنے بھائی محمد بن الاشعری کے ساتھ مل کر ان دونوں اماموں کی روایتوں کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے (تاریخ قم ص ۱۶۶)

۵۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ الاشعری

آپ کی کنیت ابو جعفر تھی آپ کا شمار قم کے مشہور و معروف علماء و مشائخ میں ہوتا تھا آپ قم کے شیخ اور فقیہ تھے اور آپ کا شمار قم کے دوسارے میں بھی ہوتا تھا آپ کا سلسلہ کچھ اس طرح ہے۔
احمد بن محمد بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن الاحوص بن السائب بن مالک بن عامر الاشعری۔

آپ نے متعدد کتب تحریر کیں آپ کی معروف کتابوں میں۔

- ۱۔ کتاب توحید فصل البنی ۲۔ کتاب انوار ۳۔ کتاب المتع
 - ۴۔ کتاب ناسخ المنسوخ ۵۔ کتاب فی الحج ۶۔ کتاب فضائل العرب
- آپ کا شمار حضرت امام علی رضا علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا ہے اس طرح آپ نے چار ائمہ الطاہرین کا زمانہ پایا۔
(تاریخ قم ص ۱۸۰ و احسن المقال)

۴۔ عمران بن عبداللہ بن سعد اشعری

آپ کا شمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قریبی اصحاب و رفقاء اور محبوب لوگوں میں ہوتا تھا جب آپ قم سے مدینہ تشریف لائے تو حضرت امام صادق علیہ السلام ان کی دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کے اہل خانہ اور اعزہ و اقربا کے حالات و خیریت دریافت فرماتے تھے اور ان کا بڑا خیال رکھتے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے یہ نجیب خانوادہ میں سے ہے۔ (تاریخ قم ص ۲۱۵)

۷۔ عیسیٰ بن عبد اللہ بن سعد اشعری

یہ بھی اپنے بھائی عمران کی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کو بھی بہت عزیز رکھتے تھے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی دونوں آنکھوں کے دو میان بوسہ دیا اور فرمایا تم ہمارے اہلیت میں ہو۔ (تاریخ قم ص ۲۱۴)

۸۔ سعد بن سعد بن الاخوص الاشعری

آپ کا شمار حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا ہے آپ نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے احادیث نقل کی ہیں۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے آپ کے حق میں دعا فرمائی ہے کہ خداوند عالم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

شہر قم سے تعلق رکھنے والے علماء و مجتہدین و محدثین

۱۔ علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی

جناب علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی اپنے وقت کے معروف اور مقدس عالم تھے آپ کے تقویٰ و تقدس اور طہارت و زہد و علم و کردار کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو اپنا شیخ، متمد اور فقیہ کہا ہے اور آپ کے لئے توفیق الہی اور آپ صلب سے صالح اولاد پیدا ہونے کی دعا فرمائی آپ کا شمار حضرت امام حسن علیہ السلام کے مصاحبین میں ہوتا ہے اور آپ کے لئے زمانہ کے امام حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے دعا فرمائی لسان الیزان جلد اول صفحہ ۳۰۶ رجال نجاشی

۲۔ رئیس المحدثین شیخ صدوق علیہ الرحمہ

رئیس المحدثین شیخ اجل علامہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی المعروف بـ شیخ صدوق عالم اسلام کے جلیل القدر عالم، مکتب تشیع کے عالی قدر محدث و مفکر آسمان علم و حکمت و عرفان کے مہر تاباں بحر علم و معارف اسلامی کے ایک ایسے گوہر آب دار تھے جس کی آب و تاب کبھی ختم نہیں ہو سکتی جو ایک ہی وقت بہترین فیلسوف بھی تھے اور ایک عظیم القدر مرد

فقیر بھی ایک لائق صد افتخار مایہ ناز مدرس بھی تھے ایک گراں قدر محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب قلم، عارف اور علوم اسلامی کو زندگی عطا کرنے والے تھے۔

۳۰۶ ہجری میں قم میں پیدا ہوئے اور ۳۸۱ ہجری میں بمقام شہر سے میں و نوات پانی آپ کی تعانیف کی تعداد تقریباً تین سو ہے آپ کی معروف کتابوں میں خصائص، علل الشرائع اور من لایحضر الفقیہ جیسی نقاشات شامل ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ بھی ایک مجتہد ہے۔

آپ کی ولادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت اسام زمانہ علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی دعاؤں کا نتیجہ اور شریعہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمہ میں آپ نے اپنے طالب علمی کے زمانے کا بھی ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ جب محمد بن الاسود مجھے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید علیہ الرحمہ کے درس میں جاتے ہوئے دیکھتے اور میرا علمی ذوق و شوق اور حافظہ کو ملاتے تو فرماتے کہ تمہارے اندر جو علم سے اتنی رغبت ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ تمہاری ولادت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمر ہے۔

۳۔ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابوی قمی

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ یہ خانوادہ قم کا ممتاز و معروف علمی خانوادہ تھا۔ نجاشی نے اپنی کتاب الفہرست میں آپ کے حالات تحریر رکھے ہیں اور کہا ہے کہ حسین بن علی ابو عبد اللہ ثقہ ہیں انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے

روایت کی ہے۔
 آپ نے متعدد کتابیں تحریر کی ہیں ان میں ایک کتاب "التوحید و نفی الشِّرک اور ایک غلیبہ ہے جو صاحب الرسالے ابی القاسم ابن خباز نے تحریر کیا تھا اس کے راوی حسین بن عبد اللہ ہیں شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان کا ذکر اپنی کتاب الغیۃ ص ۲۰۱ پر کیا ہے۔

ملا محمد طاہر قمی

۴

ملا محمد طاہر بن محمد اسحاق قمی شیخ الاسلام قم کا شمار قم کے دانشمندان اور قابل فخر بزرگوں میں ہوتا ہے علامہ محمد باقر فلسفی علیہ الرحمہ کے استادوں میں تھے آپ نے شیخ طوسی کی کتاب نہدیب کی شرح کتاب حکمت العارضین در رد شہادت فیائین، کتاب الاربعین در فضائل امیر المؤمنین و امامت ائمہ طاہرین علیہم السلام، رسالہ در اوجوب نماز جمعہ، رسالہ الفوائد الدنیہ در رد حکما اور مونیہ وغیرہ تحریر کی ہیں آپ عظیم محقق، شہ اور جلیل القدر عالم تھے۔

جناب شیخ عباس قمی

۵

آپ ۱۲۹۳ میں قم میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قم میں حاصل کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں نجف اشرف تشریف لے گئے۔ محدث جلیل حضرت آیت اللہ نورسی سے علم حدیث و اخبار میں درک فیض کیا آیت اللہ نورسی کے انتقال کے بعد آپ قم تشریف لے گئے۔ آپ انتہائی پرہیزگار و متقی و صالح بزرگ

تھے۔ آپ نے مغایع الجنان، منتقى الامال، ہدیۃ الاجاب، ہدیۃ الزائرین تحریر فرمائی۔ قم سے آپ مشہد تشریف لے گئے اور مشہد مقدس سے واپس نجف اشرف تشریف لے گئے اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے ۱۱۵۹ھ میں اس دار فانی سے کوچ کیا اور اپنے استاد آیت اللہ نوری کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ملا عبد الرزاق لا یجی قمی

۱۱۵۹ھ جبسری میں قم میں پیدا ہوئے آپ کا لقب فیاض تھا اور آپ کا شمار بزرگ علماء میں ہوتا، آپ عظیم محقق فاضل استاد، متکلم اور حکیم و دانہ تھے آپ کے شاگردوں میں مرحوم لایحی داماد مرحوم ملا صدرا شامل ہیں ملا حسن فیض کاشانی نے آپ کو فیض کا لقب عطا کیا۔

قم کے دیگر علماء میں تاملی سید قمی، محمد بن محمد رضا مصروف محمد مہدی مفسر قمی، سید صدر الدین قمی، حجت الاسلام سید محمد باقر رضوی قمی، میرزا ابوالقاسم قمی میرزائی قمی صاحب قوانین، مرحوم حاج ملا محمد صادق قمی، مرحوم حاج سید جواد قمی، آیت اللہ مرحوم حاج سید صادق قمی استاد ملکی قمی، مرحوم شیخ ابوالقاسم المعروف آیت اللہ کبیر قمی، شیخ محمد علی حائری قمی، جابربانی و آیت سبحانی حاج شیخ محمد تقی باقری قمی، آیت اللہ العظمیٰ مرحوم آقا حسین طباطبائی قمی مرحوم آیت اللہ اشراقی قمی، حاج میرزا محمد کبیر قمی، حاج میرزا محمد فیض قمی، حاج سید اسمعیل قمی، آیت اللہ صافی قمی، حاج سید محمد حسین طباطبائی قمی صاحب المیزان، استاد بزرگ حاج شیخ مرتضیٰ مطہری، آیت اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی کے علاوہ سینکڑوں علماء کا

تعلق محدث شہر قم سے ہے جن کا ذکر خود ایک کتاب کا مواد ہے اور چونکہ کتاب کا موضوع یہ نہیں ہے لہذا ہم نے یہاں صرف چند علماء کے اسماء لئے گرامی پر اکتفا کیا ہے اور ان علماء کرام کو شامل نہیں کیا ہے جو پیدا تو کسی اور شہر میں ہوئے ہیں لیکن ان کی زندگی کا پورا حصہ قم میں گزرا ہے اور اب ان کا شمار علمائے قم میں ہی ہوتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

شہر قم کی معروف مساجد

۱۔ مسجد حکمران: یہ مسجد امام زمانہ کے نام سے مشہور ہے جہاں ہر شنبہ بچہ مخصوص ہوتی ہے اور لاکھوں مسلمان اس مسجد میں عبادت بجالاتے ہیں۔ یہ مسجد حرم سے چند کلومیٹر پر واقع ہے۔ شیخ حسن بن شہد حکمران نے تعمیر کرائی۔
۲۔ مسجد اعظم: یہ مسجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کرائی تھی یہ مسجد ۱۳۴۲ھ میں تعمیر ہوئی۔

۳۔ مسجد طباطبائی: حرم معصومین میں واقع ہے۔

۴۔ مسجد مہدی: حرم معصومہ میں واقع ہے۔

۵۔ مسجد یک دانہ گندم: چہل اختران اور حضرت موسیٰ برقع کے مزارات کے قریب واقع ہے جس کے لیے مشہور ہے کہ یہ ایک دانہ گندم سے تعمیر ہوئی ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک دانہ گندم کا بویا گیا اس کے جو دانے نکلے انہیں پھر بویا گیا اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا جب مسجد کی قیمت کے برابر پیداوار ہو گئی تو اس سے یہ مسجد تعمیر کی گئی۔ کسی شاعر نے اس مسجد کے لیے یہ تین شعر کہے ہیں۔

بیک دانہ گندم لطف الدنیا تماست گند بہ اقبال شاہ

بہ سعی براہیم ابن اولییس رسیدہ بہ اتمام این بارگاہ

خرد گشت تاریخ اور اگو بہ بقا دو نوحہ دش کن نگاہ

۶۔ مسجد امام حسن: اس مسجد کا شمار قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے اس کی

بنیاد احمد بن اسحاق قمی نے بہ امر حضرت امام حسن عسکری رکھی تھی۔

۷۔ مسجد حسین: یہ مسجد محلہ پنجہ علی میں وسط شہر میں واقع ہے۔ اس مسجد

کے بالائے عراب پنجہ کی جگہ بنی ہوئی اور پنجہ کا نشان ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کا پنجہ ہے۔

۸۔ مسجد رضائیہ۔ کے علاوہ قم میں بے شمار مساجد ہیں۔

۹۔ مصلیٰ قدس۔ یہاں پر نماز جمعہ کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔

۱۰۔ مسجد محمدی

۱۱۔ مسجد سنگم۔ کا شمار بھی قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔

۱۲۔ مسجد امام رضا

شہر قم کے معروف مدارس

۱۔ مدرسہ فیضہ۔ وہ تاریخی درسگاہ جہاں سے انقلاب اسلامی ایران کی ابتدا ہوئی۔

۲۔ مدرسہ حجتہ۔ اس مدرسہ کی بنیاد ۱۳۳۷ھ میں آیت اللہ حجت نے اپنے زمانہ مرجعیت میں رکھی تھی۔

۳۔ مدرسہ رسالت

۴۔ مدرسہ خاتم النبیین

۵۔ مدرسہ آیت اللہ الخوانی۔ اس مدرسہ کی بنیاد مرجع عالیقدر سید ابوالقاسم الخوانی نے رکھی۔

۶۔ مدرسہ العلم حوزہ علمیہ قم۔ اس کی بنیاد ۱۳۳۷ھ میں حجت الاسلام شیخ محمد یزدی نے شیخ ابوالقاسم کبیرہ شیخ مہدی فیلسوف اور آیت اللہ عبد الکریم طابری کے تعاون سے رکھی۔ جس میں دنیا کے متعدد ممالک اور مختلف فرقوں سے

سے تعلق رکھنے والے طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
۷۔ مدرسہ خان۔ اس مدرسہ کی بنیاد ۱۱۲۳ھ میں مہدی قلی خان نے رکھی
تھی بعد میں اس مدرسہ کی عمارت کی توسیع و تجدید تعمیر حضرت آیت اللہ سید
حسین بروجردی نے کرائی۔

۸۔ مدرسہ رضویہ

۹۔ مدرسہ دارالشفاد

۱۰۔ مدرسہ مومنیہ

۱۱۔ مدرسہ جانی خان

۱۲۔ مدرسہ موسیٰ ابن جعفر

۱۳۔ مدرسہ معصومیہ

شہر قم کے معروف کتب خانے

- ۱۔ کتب خانہ آستانہ حضرت معصومہ قم۔ میں کتابوں کی بہت بڑی
تعداد ہے۔
- ۲۔ کتب خانہ مدرسہ فیضیہ۔ اس کتب خانہ میں مختلف موضوعات پر قدیم و
جدید کتابیں موجود ہیں۔
- ۳۔ کتب خانہ مسجد اعظم۔ اس کتب خانہ میں آقائی بروجردی کی ذاتی
لائبریری کے علاوہ بھی ہزاروں کتابیں ہیں۔
- ۴۔ کتب خانہ مسجد مجتبیہ۔ اس لائبریری میں مختلف مذاہب پر کتابیں
موجود ہیں۔

۵۔ کتب خانہ آقائی مرعشی نجفی۔ اس لائبریری میں ۲۵ ہزار قلمی نسخے اور کئی لاکھ کتابیں ہیں۔

۶۔ کتب خانہ مدینۃ العلم

۷۔ کتب خانہ آقائی گلپایگانی۔ آیت اللہ العظمیٰ آقائی گلپایگانی مرحوم اس کتب خانہ کے بانی ہیں۔

۸۔ کتب خانہ سازمان تبلیغات اسلامی

۹۔ کتب خانہ دار التبلیغات

۱۰۔ کتب خانہ معصومیہ

۱۱۔ کتب خانہ رضویہ

۱۲۔ کتب خانہ مدرسہ خاتم النبیین

۱۳۔ کتب خانہ دار الشفاء

۱۴۔ کتب خانہ مومنیہ

۱۵۔ کتب خانہ مدرسہ جانی خان

۱۶۔ کتب خانہ مدرسہ موسیٰ ابن جعفر

ان بڑے کتب خانوں کے علاوہ کئی علاقہ بھی قلم میں بے شمار چھوٹے چھوٹے کتب خانے ہیں۔ علاوہ ازیں قلم میں کتابوں کی بڑی بڑی دکانیں اور لائبریریاں ہیں جن میں قرآن، تفسیر، احادیث، صرف و نحو، تاریخ، فقہ، منطق و فلسفہ، طریقہ تدریس، اقتصادیات، سیاسیات، اخلاقیات، دینیات، جغرافیہ، معلومات عامہ اور دیگر اہم موضوعات پر کتابیں بڑے پیمانے پر فروخت ہوتی ہیں۔ بکد پوری اسلامی دنیا میں یہاں سے کتابیں برآمد کی جاتی ہیں۔ ان میں ایک معروف پرنٹر و پبلشر و کیسلر آقائی انصاریان کا نام بڑا نمایاں ہے جن کا دوران

کے موضوع پر ایک عظیم الشان عجائب خانہ ہے۔

ماخذ و کتابیات

- ۱۔ حضرت فاطمہ زہرا۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی۔ دار الثقافت الاسلامیہ پاکستان
- ۲۔ صحابیات۔ علامہ نیاز فتحپوری۔ نفیس اکیڈمی کراچی
- ۳۔ فاطمہ بنت اسد۔ مولانا شیخ مقبول احمد نوگانی۔ اجاب پبلشرز گولہ گنج لکھنؤ
- ۴۔ چند خواتین کا کردار۔ علی دوانی۔ امامیہ پبلی کیشنز گنیت روڈ لاہور
- ۵۔ حضرت ام سلمہ۔ مولانا شیخ مقبول حسین۔ اجاب پبلشرز گولہ گنج لکھنؤ
- ۶۔ فاطمہ زہرا اسلام کی مثالی خاتون۔ آیت اللہ ابراہیم امینی۔ انصاریان پبلشر خیا بان صفائیہ قم ایران
- ۷۔ اسلام میں خواتین کے حقوق۔ شہید مرتضیٰ مطہری۔ سازمان تبلیغات اسلامی تہران
- ۸۔ مسلمان عورت اور عبد حاضر کے تقاضے۔ ڈاکٹر علی شریفی۔ احمد بک سیرز فیڈرل بی ایریا کراچی
- ۹۔ زندگانی حضرت معصومہ۔ سید مہدی صفحی۔ انتشارات کتاب فروشی صفحی۔ قم ایران
- ۱۰۔ سیدہ کوئین کا شانہ مرتضوی میں۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر فیصل آباد

ماہنامہ وحدت اسلامی دسمبر ۱۹۹۰ء

- ۱۱۔ مکتبہ الغرب - مولانا کرار حسین واعظ - گولہ گنج لکھنؤ
- ۱۲۔ عورت اسلام کی نظر میں - علامہ طباطبائی - قم اسلامی جمہوریہ ایران
- ۱۳۔ صحیح بخاری - اسماعیل بخاری - جلد: ۵ ص ۵ - طبع ایران
- ۱۴۔ بحار الانوار ج ۴ ص ۶۵ حدیث ۵۸ - علامہ مجلسی دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان
- ۱۵۔ خلافت الہیہ حصہ دوم - مصنفہ علامہ سید محمد سبطین سرسوی - ص ۵۱ طبع ہندوستان
- ۱۶۔ فلسفہ معجزہ - السید ابوالقاسم النخوی - جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی
- ۱۷۔ کتاب الدعوات زیارات - حجت الاسلام شیخ یوسف نفسی جامعہ تعلیمات اسلامی
- ۱۸۔ مقامات مقدسہ - ڈاکٹر سید مظہر حسین کافٹی - ادارہ سہیل ادب رضویہ سوسائٹی کراچی
- ۱۹۔ حیات حضرت معصومہ قم - ڈاکٹر سید حیدر مہدی - مصطفیٰ پبلیکیشنز اسٹیشن روڈ حیدر آباد
- ۲۰۔ چودہ ستائش - مولانا نجم الحسن کراوی - شیعہ بک ایجنسی لاہور
- ۲۱۔ تذکرۃ المعصومین - علی نقی جوہوری - ولی العصر ٹرسٹ جنگ
- ۲۲۔ امام علی رضا - علی محمد وکیل - ناشر مصباح المہدی پبلیکیشنز لاہور
- ۲۳۔ آئمہ اثنا عشر - جناب مولانا علی حیدر - کچھوہ بہار - انڈیا
- ۲۴۔ الرضا - آغا مہدی لکھنوی - جمعیت خدام عزاء فیڈرل ایریا کراچی
- ۲۵۔ تحفہ الرضویہ - سوانح امام موسیٰ رضا - مولانا اولاد حیدر نوق بلگرامی -

مقبول پریس دہلی۔

۲۶۔ رسول و اہلبیت رسول جلد دوم۔ سید علی الحجفری۔ کراچی
۲۷۔ تذکرۃ الاطہار۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ ترجمہ مولانا سید صفدر حسین
نجفی۔ امامیہ پبلیکیشنز لاہور۔

۲۸۔ تذکرۃ الخواص۔ علامہ سبط ابن جوزی۔ مکتبہ تعمیر ادب لاہور۔
۲۹۔ مجالس المؤمنین۔ جلد اول۔ علامہ قاضی نور الدین شوستری۔ واحد انتشارات

اسلامیہ تہران۔
۳۰۔ ناسخ التواریخ۔ مرزا محمد تقی سپہر۔ کتاب فروشی واحد انتشارات اسلامیہ

تہران
۳۱۔ اصول کافی۔ شیخ یعقوب کلینی۔ ترجمہ مولانا ظفر حسن اردوبادی۔ جامعہ

امامیہ لاہور۔
۳۲۔ مستدرک الوسائل۔ محدث نوری۔ انتشارات تہران
۳۳۔ منتخب التواریخ۔ جلد (۲) محدث محمد باشم ابن محمد علی مشہدی۔ تہران

ایران۔

۳۴۔ اعلام الوری۔ شیخ طبری۔ قم۔ ایران

۳۵۔ مناقب۔ ابن شہر آشوب۔ قم ایران

۳۶۔ احسن المقال۔ ترجمہ سید صفدر حسین نجفی۔ لاہور

۳۷۔ مظلوم سرکشا۔ سید محمد حسین جعفری۔ محفوظ کتب ایجنسی کراچی

۳۸۔ فاطمہ فاطمہ ہے۔ ڈاکٹر علی شہدائی ترجمہ پروفیسر سردار نقوی۔

فیڈرل بی ایریا کراچی۔

۳۹۔ علمائے بزرگ شیعہ از کلینی تا خمینی۔ مولف م۔ جرنادقانی۔ انتشارات

معارف اسلامی قم

- ۴۰۔ نجوم السمان فی تراجم العلماء میرزا محمد علی الکشمیری۔ مکتبہ بصیرتی قم
 ۴۱۔ سوانح شیخ صدوق۔ آل محمد رزقی۔ مکتبہ زید شہید کراچی
 ۴۲۔ فرق اسلامی۔ رضیہ جعفری عیالگ۔ امامیہ مشن لکھنؤ
 ۴۳۔ حج و عمرہ زیارت گائیڈ۔ علی رضائی لاکھانی۔ پاکستان پبلک سوسائٹی کراچی۔

- ۴۴۔ سوانح علامہ باقر مجلسی۔ آل محمد رزقی۔ مکتبہ زید شہید کراچی
 ۴۵۔ سوانح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ اولاد حیدر فوق بلگرامی۔ مقبول پریس دہلی۔ ہندوستان۔

- ۴۶۔ کشکول شیخ بہائی علیہ الرحمہ۔ واحد انتشارات اسلامیہ تہران
 ۴۷۔ منہجی آلاہال۔ شیخ عباس قمی۔ موسسہ انتشارات ہجرت۔ ایران
 ۴۸۔ مفاتیح الجنان۔ شیخ عباس قمی۔ ترجمہ علامہ اختر عباس قبلہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

- ۴۹۔ صحیفہ کاملہ۔ علامہ مفتی جعفر حسین۔ امامیہ پبلیکیشنز پاکستان لاہور

حضرت فاطمہ معصومہ قم سلام کی بارگاہ میں فارسی اور اردو کے شعراء نے جو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اگر ان تمام کو مجتمع کیا جائے تو ایک علیحدہ کتاب بن سکتی ہے۔ یہاں میں صرف دو منتخب ایک نوحہ اور تین مرثیہ کے اقتباسات پیش کرنے کی سعادت و شرف حاصل کر رہا ہوں۔ پہلا مرثیہ حضرت خبیر لکھنوی کا ہے جس کے دوسرے بند میں ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ موجود ہے کیونکہ حضرت خبیر لکھنوی نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

جب تین سال تک ملی بھائی کی خبر
اس مصرع سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ نے تین سال بھائی
کی فرقت میں گزارے کیونکہ حضرت امام رضاؑ ۲۰۳ھ ہجری میں مدینہ سے
طوس کے لیے روانہ ہوئے تھے اور ۲۰۳ھ ہجری میں شہادت ہوئی اور چونکہ
حضرت معصومہ قم نے تین سال ہجرت گوارا کی لہذا آپ کی وفات بھی ۲۰۳ھ
میں ہی واقع ہوئی ہے اور جن مورخین نے حضرت معصومہ کی وفات ۲۰۱ھ
لکھی ہے وہ غلط ہے۔

فردوس کی ہوا میرے باغ سخن میں ہے

جناب خبیر لکھنوی

کنبہ متاں ساتھ تھا یکن اسیر تھا ہمیشہ یہ تھا ظلم نہ کر سکتی تھی بکا
دیکھا تھا اس نے پکدے مسکین کا بے خواہر رضا کا یہ غم انگیز ماجرا

بھائی کے ساتھ بھائی کی عاشق نہ آسکی
 قم تک جو پہنچی بھی تو نہ تربت پہ جا سکی
 جب تین سال تک نہ ملی بھائی کی خبر گھر سے ہوئی روانہ قم وہ نیکو سیر
 پہنچی وہاں تو دیکھتی کیا ہے وہ نوہر کا لالہ اس پہنے ہوئے ہے ہر اک بشر
 ایسی خبر سنی کہ جب گھر غم سے ہل گیا
 دیدار کا جو شوق بھٹا مٹی میں مل گیا
 اشرف شہر کو ہوئی معلوم یہ خبر وارد ہے قم میں خواہر سلطان بکودہ
 پر سے کے واسطے ہوئے سب جمع نوہر جوش قلق سے چاک گریباں برہنہ سر
 ہر سو یہ دلفکار تو صورت عیاں ہوئی
 معصومہ ایک شیعہ کے گھر مہاں ہوئی
 دن رات غم میں بھائی کے بیتی تھی دل تیرا ہر وقت اشک غم سے تھی آلودہ استیں
 چونکھٹ زچہ کرتے تھے برآن مومنین ماتم سرا میں عورتیں رونے کو آتی تھیں
 غل تھا مسافرت میں مصیبت اٹھانی ہے
 ماتم کی صفت غریب بہن نے بچھانی ہے
 پھر یاد آیا واقعہ ایک کربلائی کا پر سادیا کسی نے نہ زینب کو بھائی کا
 جو حال کربلا میں تھا نہرا کی جائی کا غم خواہر رضا کو سننے کی جدائی کا
 کوہ لال دل پہ اٹھانے سے اٹھ گئیں !
 آخر اسی قلق میں زمانے سے اٹھ گئیں !
 کل سولہ روز قم میں رہیں بادل تیز جنت میں کی زیارت شاہ فلک نشیں
 تکلیف درد ہجر سے جانبر ہوئی نہیں بھائی کی شکل آنکھوں میں تھی وقت واپس

باغ جہاں سے سونے خیاں کوچ کر گئیں
 بس منہ سے ہائے بھائی کہا اور مر گئیں
 شیعوں کا اک ہجوم جنازے کے ساتھ تھا غسل و کفن کے بعد یہ آپس میں ملے ہوا
 قادر غلام آپ کا بے مرد پار سا معصومہ کو لحد میں اتارے وہ باخدا
 اس خدمت جلیل کے قابل کوئی نہیں
 یاں کوئی اور اس سے سوا متقی نہیں
 یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک اٹھا غبار غریخ پر نقاب ڈالے نظر آیا اک سوار
 بڑھ کر زبان حال سے بولا وہ نامدار ہاں ہاں پھوپھی کی لاش کو چھونا نہ نہا
 مجھ کو یہی امید تھی تم سب کی ذات سے
 دفناؤں گا پھوپھی کو مگر اپنے بات سے
 وہ تھا نواں امام جنازے پر آ گیا پڑھ کر نماز دفن کیا لاش آپ کا
 پہنہاں ہوا نگاہوں سے عالم کا پیشوا آئی خیاں سے فاطمہ زہرا کی یہ ندا
 زینب کی طرح ہے تو مصیبت زدہ بہن
 غربت نصیب بھائی ہے غربت زدہ بہن

بھائی سے جُبدائی کی سحر آتی ہے لوگو

میر عشق اعلیٰ اللہ مفتاح

ماموں نے جب شاہ خراساں کو بلایا ذرے نے فروغ مہتاباں کو بلایا
مگراہ نے خضر رہ ایساں کو بلایا ناچیز نے شاہنشہ دوراں کو بلایا

آپس میں سخن تھا یہی درویش و غنی کا
ویران ہوا چپا بتا ہے شہرِ نبی کا

کرتے ہیں یہاں راوی اخبارِ محبت مانوس تھیں حضرت سے بہت خواہِ محبت
تھی خواہِ یوسف کی طرح آپ کی الفت چھائی شبِ حج سفرِ غم کی تو ظلمت

شام اجل اس رات کی ایک ایک گھڑی تھی
آئی انہیں نیند کہ تشویشِ بڑی تھی

اللہ سے کرتی تھیں دعا کھولے ہوئے سر بھائی کو مبارک ہو سفرِ خالقِ اکبر
عمو غوطہ میں خیر سے پھر آئیں برادر تار و جزا بھائی کا سایہ رہے سر پر

مالک پڑے زہرا وید اللہ بچانا
تنہا کو میان سفر اللہ بچانا

شب بھر صفت مدوہ نکو فال پھر اکیں ہر ایک طرف کھولے ہوئے بال پھر اکیں
تیسرے لیے مضطرب الحال پھر اکیں نزدیک شہنشاہ خوش اقبال پھر اکیں

زینب کی طرح غم کی چھری آہ چلی تھی
گویا وہ شب قبلِ حسین ابن علی تھی

سب عورتیں کہتی تھیں کہ غم آپ نہ کھائی
وہ سو اس کریں رات کو آنسو نہ بہائیں
بی بی جو خدا چاہے تو جاتے ہی پھر آئیں
ضائع نہ کیجی جائیں گی ہم سب کی دھائیں

حضرت کو ہے تشویش کہ گویا نہیں ملے
جو لوگ جدا ہوتے ہیں پھر کیا نہیں ملے
کہتی تھیں بڑے جبرے جاتے ہیں غضب سے
یاد اس پریشاں نظر آتے ہیں غضب سے
روکے مجھے سینے سے لگاتے ہیں غضب سے
کہتے ہیں کچھ حال چھپاتے ہیں غضب سے

یہ دل کو یقین ہے کہ نہ اب آئیں گے بھائی
انسو ہے اس شہر سے کل جائیں گے بھائی
اس گھر کی عجب شکل نظر آتی ہے لوگو!
فصل قلق درد بگڑ آتی ہے لوگو!
رونے کی صدا آٹھ پر آتی ہے لوگو
بھائی سے جدائی کی سحر آتی ہے لوگو

ہوں گے نہ یہاں بیکس و معنوم برادر
چھٹ جائیں گے ہمیشہ سے مظلوم برادر
اس گھر سے نہ جاؤ کہ میں گھبراؤنگی بھائی
تم کو جو نہ دیکھونگی تو مر جاؤنگی بھائی
کیونکہ دل ناشاد کو بھلاؤنگی بھائی
موت آئی تو کس سے تمہیں بھلاؤنگی بھائی

آئادہ ہیں گراہل ستم بے ادبی پر
تم بیٹھ رہو قہر رسول عربی پر

کیونکہ تمہیں لے جائیں گے شہر پر آیا
رستے میں کہیں دھوپ ہے یا کہیں سایا
کم سن ہو سبھی رنج نہیں تم نے اٹھایا
ہے قہر جو گری سے پسینہ تمہیں آیا

ہم جائیں سوئے طوس کہ تدبیر یہی ہے
تم گھر میں رہو خواہش تقدیر یہی ہے

۱۹۴

گویا ہوئے پھر مل کے بہن سے شہما بر لو جاتے ہیں ناچار خدا حافظ و ناصر
بے لے یکے بائیں وہ پھری گرد مسافر پڑھنے لگی گھبرا کے دعائے سفر آخر
حضرت جو چلے تو انہیں فی الفور غشش آیا
انفوس مدافنوس کیا اور غشش آیا

jabir.abbas@yahoo.com

فکر شنلے مشہد ذی احترام ہے

جناب امید لکھنوی

یوں تو سب اہلیت پریشاں میں کمال حضرت کی ہے بہن کا گر کچھ عجیب حال
سُن سُن کے حال کوچ ہوئی باقی میں ڈھال گویا بدن سے روح کا ہوتا ہے انتقال
حد مرہ یہ ہے کہ منہ سے نہیں بول سکتی ہیں

زینب کی طرح یاس سے بھائی کو تکتی ہیں
اگر قریب کہتے ہیں شاہنشاہِ زمیں اللہ کچھ کہو تو یہ کیا حال ہے بہن
چہرے کا رنگ فق ہے لرزنا ہے سب بدن طاری یہ ضعف ہے کہ نہیں طاقت سخن
بشور و فغاں پسند نہیں کردگار کو
سمجھاؤ کچھ تو اپنے دل بے قرار کو

ہم نام فاطمہ ہو مناسب ہے تمکو صبر کیا اختیار تھا کہ اٹھانا پڑا یہ جبر
برساؤ میں نہ اشکوں کا رُو نہ مثل ابر جو آئے ہیں جہاں میں وہ جایں گے کوئے قبر
کشتی نہیں یہ راہ عزیزوں کے ساتھ سے
ڈوگن قدم کا اجر کا دینا ہے ہاتھ سے

لو اوداع جاتے ہیں آؤ گلے ملو جانے دو اب نہ اشک بہاؤ گلے ملو
ہوتی ہے دیر ہاتھ بڑھاؤ گلے ملو کونارہ کا منہ سے ہٹاؤ گلے ملو
غربت میں روح چین نہ اک آن پائے گی
ہر ایک شے یہاں کی ہمیں یاد آئے گی

حضرت کو اس سفر میں ہوا تھا بہت بڑا طویل ہر وقت شک کی یاد میں تھیں غافلہ طول
کہتی تھیں بار بار کہ ہے زندگی فغول افسوس مجھ سے دور ہوا دلبر رسولؐ
بستر سے گراٹھیں تو اٹھیں کانپ کانپ کے
رات کو آپ روتی تھیں منہ ڈھانپ ڈھانپ کے

آخر کو آپ سوئے غراساں ہوئیں رواں طے کے اشتیاق میں آئی لبوں پہ جاں
گر کچھ کسی مقام پہ تھمتا تھا کارواں کہتی تھیں وقت مفت میں ہوتا ہے رُکنا
ہر اک کے ان کے حال پہ آنسو ٹپکتے تھے
جسے تھے ساتھ آپ کے کہنے پہ چلتے تھے

پہنچیں جو آپ منزل سادا کے متصل خود ہو گئیں علیل پریشاں رہا جودل
سچ ہے کہ صدمہ تپ دوری ہے جاگل صدموں سے ہو چکی تھی طبیعت بھی مضمحل
فرمایا وہ الم ہے کہ دل درد مند ہے
جانا کہیں کا تم کے سوا ناپسند ہے

کہنے پہ سب چلے یہ قیامت تھی آشکار خاطر ہو جمع خاک کہ تھا دل کو آتش
اٹھتا تھا اہتمام سواری کو خود غبار دیتے تھے خیر خواہ یہ آواز بار بار
بہر سلام دیکھ لو غم آسمان ہے
ساری یہ سیدہ کی سواری کی شان ہے

پہنچیں میان شہر جو طے ہو چکی وہ راہ پایا ہر اک کو شہر میں باحالت تباہ
دیکھا کہ ہے لباس زن و مرد کا سیاہ سمجھیں کہ مر گیا ہے کوئی یاں کا بادشاہ
فرط ملال و غم سے نہ کیوں جان غیر ہو
کہتی تھی اے خدا میرے بھائی کی خیر ہو

ان کے ورود کی ہوئی مشہور جب خبر جو شہر کا رئیس تھا دوڑا برہنہ سر
تھی کون سی وہ چشم جو آنکوں سے تھی نہ تر کیا جانے تھا یہ کون سا لڑکچہ میں اثر
جو دل تھا غم میں شاہ کے وہ داغ دار تھا
سب کا غم و الم سے کیچھونگا ر تھا

جب سن لیا ہر ایک سے بھائی کا اپنے نام غش آگیا کہ لائی قضا موت کا پیام
بیہوش دیر تک رہیں وہ خواہرا مام اک شور تھا کہ آپ بھی کیا ہو گئیں تمام
صدمہ سے ہاتھ پاؤں بھی بے کار ہو گئے
سب اپنی جان دینے کو تیار ہو گئے

سن کر یہ حال غیر ہوا غافلہ کا حال بے جان کے لیے نہ گیا صدمہ و ملال
مجھ ہے کہ اس سفر کا کچھ اچھا نہ تھا مال گذرے جو ستر دن تو کیا خود بھی انتقال
یہ تاب روز و شب تھیں یہ شہ کی جدائی سے
اب اس طرح سے لگ گئیں خود اپنے بھائی سے

قم میں مزار پاک بنا ہے بہ اہتمام بتاتے ہیں آج تک تو زیارت کو فاضل و غام
وہ خاک اڑا رہے ہیں کہ جو خاص تھے غلام کہتی تھیں عورتیں یہی لیکر انہیں کا نام
موت آئی جس سے دل پہ اٹھلے وہ جبر بھی
دیکھی نہ ہائے آنکھ سے بھائی کا قبر بھی

(نوٹ) فردوس کی ہوا سے باغ سخن میں ہے = جناب خیر لکھنوی اعلیٰ اللہ مقامہ
(۲) بھائی سے جدائی کی سحر آتی ہے لوگو = جناب سیر عشق اعلیٰ اللہ مقامہ
(۳) فکر شدلے مشہد ذی استرام ہے = جناب امید لکھنوی اعلیٰ اللہ مقامہ
یہ تینوں مرثیہ علامہ سید ضمیر اختر نقوی دام مجدد کے فاتی کتب خانہ میں
موجود ہیں۔

اے شہر قم تو مشہد ذی احترام ہے

آلے محمد زخمی

فکرمسا سے میرا قلم ہمکلام ہے
 کیا بنتِ مصطفیٰ کے کرم کا نظام ہے
 ہر فرد رشک گلشنِ دارِ اسلام ہے
 کعبہ کے طاقِ دور سے خم ہیں سلام کو
 پیشِ ضریح جنِ ملک کا ہے اتر دام
 قم کی زمین عرش سے کہتی ہے بار بار
 علیہ بریں کا گویا نمونہ ہے یہ حرم
 چونکھٹ پہ جو تھکا وہ سرفراز ہو گیا
 حوزہ ہے علم کا تو نمین کا شہر ہے
 اللہ رے بارگاہِ رہِ جاہ و کز و فخر
 وقتِ وداع کہا یہ رضا نے غریب نے
 رزمی ادب کی جا ہے سنبھل کر قدم اٹھا
 یہ خواب نگاہِ جانِ رسول و امام ہے

نوحہ بہ حال حضرت معصومہ قم

محترمہ ذریعہ کاظمی جبرولی اہلبیہ خطیب ایمان مولانا مظفر حسین طاہر جبرولی اعلیٰ اللہ
 بابا کا بھی صدمہ سہا معصومہ قم نے
 جب سے مدینہ پھوڑا ہے رضائے غریب نے
 بھائی کا بھی ماتم کیا معصومہ قم نے
 اس دن سے رنج و غم سہا معصومہ قم نے
 بھائی شہید ہو گئے میں شہر طوس میں
 جب اہل قم سے یہ سنا معصومہ قم نے
 عمل میں سر ٹپک کے لگیں رونے زار زار
 بھائی کا غم اتنا کیا معصومہ قم نے
 کھانا بھی ترک کر دیا آئی نہ پھر ہنسی
 رونا شعار کر لیا معصومہ قم نے
 بس چند روز زندگی دشوار ہو گئی
 بن بھائی کے میں ہو گئی اب جی کے کیا کروں
 رو رو کے ہر اک سے کہا معصومہ قم نے
 بھیا تمہارے دیکھنے کو دل ہے بے قرار
 رو رو کے برتے دم کہا معصومہ قم نے
 پڑھ دینا تم اس نوحہ کو روضہ پہ بھی فرحت
 گر تم کو پھر طلب کیا معصومہ قم نے

مدح معصومہ قم

جناب عروج جو پوری

عقل کی بیٹی اور دین کی بہن
 تو سدا پاس ہے عصمتی مشعل
 شاخ وحدت کی جیوہ تازا
 آدمیت کے تاج کا گوہر
 آدھرتیت کے در کا تو جوہر
 دو ر شیطاں ہونا م سے قم کے
 قم کہ فردوس، حناء حوا
 تیرے روزے میں عقل شرمندہ
 جسم جو اس زمیں میں پنہا ہے
 مہر تاباں یہ اور ماہ منیر
 جن سے ایران نور کا دامن
 نبھو سے مت پوچھ کیا ہیں دونوں حرم
 سب کو حاجت تو تیرے در کی ہے
 عسرو تمکیں کے در کی تو مامن
 گرد کو چہ میں تیرے علم و عمل
 بیٹی سورج کی چاند کی بہن
 خالقیت کے در کا تو جوہر
 پایہ تخت تیرا قم جو ہے
 جو خدا والوں کا مکان شہرا
 جس کا ذرہ حیات کا پتھر
 جسم عالم کی روح ہے جان ہے
 جو خراسان و قم کی ہیں تقدیر
 جن چراغوں کی ضو سے ہے روشن
 عرش و کرسی کا حق ہی جانے بھرم
 اور محتاج تر و حیدری ہے

ہوئے کہا کہ پروردگار تجھے شفا دے یا موت۔ اس کے علاوہ مجھے اس سے کچھ نہیں چاہیئے تو انہوں نے اپنے متفع کا ایک گوشہ چند مرتبہ میری انگلیوں پر پھیرا اور کہا جا میں نے تجھے شفا دی۔
میں نے ان سے سوال کیا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا ”مجھے نہیں پہچانتے حالانکہ تم بھی میرے خادموں میں سے ہو میں وصالہ بنت موسیٰ بن جعفر ہوں“

(۲) بھٹکے ہوئے مسافر اپنی منزل پر

حرم کے خادم میں کلید بردار مرحوم جناب روحانی علی اللہ مقامہ جو ایک جید عالم بھی تھے اور مسجد امام حسن عسکریؑ کے پیش نماز بھی انہوں نے کہا کہ سردیوں کی ایک انتہائی سرد رات تھی کہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا۔

انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اٹھو اور میرے حرم کے میناروں پر چراغ روشن کرو۔ میں خواب دیکھ کر جاگ گیا لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی دوسری مرتبہ پھر وہی خواب دیکھا لیکن متوجہ نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہی ہیں کہ میں نے تم سے نہیں کہا کہ اٹھ کر میناروں کے چراغ روشن کر دو۔ یہ خواب دیکھ کر میں اٹھا اور اب اس راز کو مجھے بغیر نصف شب ہی کو چراغ روشن کر دیتے اور پھر آکر سو گیا اور جب صبح ہوئی تو میں نے حرم مقدس کے دروازے کھول دیئے اور سورج نکلنے کے بعد حرم سے نکل کر اپنے چند دوستوں کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر جاڑے کی

دھوپ سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ چند افراد حرم میں زیارت کے لیے داخل ہوئے تو آپس میں کچھ اس طرح گفتگو کر رہے تھے کہ تم نے تصنیف معصومہ تم کا معجزہ دیکھا۔ اگر کل رات کی اس سرد ہوا اور برفباری میں آپ کے روضہ قدس کے مینار پر چراغ روشن نہ ہوتے تو ہم جھٹک کر یا بانجی میں سرکھپ جاتے یہ سن کر میں اپنے تئیں متوجہ ہوا کہ یہ بھی شہزادی کا ایک معجزہ ہے اور وہ اپنے نائٹرن پر کس قدر شفیق و مہربان ہیں۔

(۳) زیارت حضرت معصومہ قم کیلئے حضرت امام زمانہ کی آمد

آقائی سید عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قم کے سب سے بڑے قبرستان میں جم غفیر ہے۔ وہاں ایک بلند مرتبہ بزرگ جو گھوڑے پر سوار تھے بازار کی طرف سے اسی سمت آتے ہوئے دکھائی دیئے ان کے پیچھے بھی ایک صاحب تھے ناگہان میں نے یہ سنا ”کوئی گدہ رہا ہے کہ یہ حضرت حجۃ تمام آل محمد امام محمد مہدی علیہ السلام فرج الشریف میں امام عصرؑ کے دروازے پر آئے سواری سے اتر کر حرم میں داخل ہوئے میں حضرت کے ہمراہ ہو گیا میرے علاوہ اور کوئی وہاں حضرت کے ہمراہ نہیں گیا تھا۔ حضرت صاحب الامر علیہ السلام صریح معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے سر ہانے تشریف لے گئے۔ زیارت پڑھی اور حرم سے نکل کر رخصت ہو گئے۔

(۴) جناب آقائی سید محمد متقی یزدی جو کہ مرحوم آیت اللہ حائری موسس حوزہ عدنیہ قم کے داماد تھے اور ”آیت اللہ داماد“ کے نام سے مشہور تھے میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا تو گفتگو حضرت معصومہ قم کی کرامات کے متعلق

چھڑ گئی۔

آیت اللہ داماد نے فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھ چکا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک روز مدرسہ فیضیہ میں سیڑھیوں کے سامنے جس طرف سے حرم مطہر میں داخل ہوتے ہیں، ایک شخص کو دیکھا کہ ایک پاؤں سے بے طاقت تھا چاہتا تھا کہ زیارت سے مشرف ہو لیکن سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتا تھا میں نے اپنے ایک ساتھی جس کا نام شیخ جواد تھا سے کہا کہ یہ بندہ خدا چاہتا ہے کہ زیارت کرے گڑبڑ ہوا نہیں پڑھ سکتا آؤ ہم اس کی مدد کریں وہ آئے ہم نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے سہارا دے کر سیڑھیاں عبور کر کر دیں اور صحن میں پہنچا دیا پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم چلے گئے کل دوسرے دن دیکھا کہ لوگ تقارے بجا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ معصومہ نے ایک آدمی کو شفا دی ہے ہم نے دیکھا تو وہ ہی بندہ خدا جس کو ہم نے سہارا دیا تھا صحیح و سالم کھڑا ہے اور آستانہ مقدس کے خدام اسے احساہ کر رہے تھے کہ آؤ تمہیں آستانہ مقدس کے متولی ہاشمی کے پاس لے چلیں مگر اس نے قبول نہیں کیا اور چلنے کے لیے تیار نہ ہوا سادہ سی گفتگو میں کہنے لگا کہ میں قزوین کے اطراف و جانب کاہلوں اور شفا کی تلاش میں نکلا تھا سو وہ مل گئی متولی ہاشمی سے میرا کیا سروکار آخر وہ نہیں گیا۔

(زندگانی حضرت معصومہ قم ص ۱۱۱، ناصر الشریعہ)

(۵) آیت اللہ آقا شیخ مرتضیٰ حائری نے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص جس کا نام جمال تھا اور ”غریب“ کے لقب سے معروف تھا اس کے پاؤں میں شدید درد تھا اور چلنے پھرنے سے معذور تھا۔ اس کی حالت تھی کہ جب بمک کوئی اسے کہیں لے نہ جائے وہ جا نہیں سکتا تھا۔ حتیٰ کہ مجلس امام حسین علیہ السلام

میں جاتا تو دو آدمیوں کے سہارے سے جاتا۔

ایک دن مدرسہ فیضیہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجلس برپا تھی شہر برکوبھی اس کے مددگار مجلس میں لے آئے سید علی سیف جو کہ حضرت آیت اللہ حائری کے خدمت نگار تھے انہوں نے شہر برکوب کو دیکھ کر تلخ انداز میں طنز زنی کرتے ہوئے کہا کہ تم نے یہ کیا مصیبت کھڑی کر دی کہ تمہارے آنے سے تمام مجمع میں رخنہ اندازی پیدا ہو گئی۔ یہ کیا طریقہ ہے۔ اگر تم واقعی سید جو تو جاؤ اور حضرت معصوم قم سے جا کر شفا حاصل کرو۔ شہر برکوب نے انتہائی صبر و تحمل سے کام لیا۔

مجلس کے اتمام پر اپنے مددگار سے کہا کہ وہ اسے حرم حضرت معصوم میں لے چلے تاکہ وہ دُعا و نیارت سے مشرف ہو۔ عاشور کی شب تھی حضرت معصوم کے روضہ مبارک میں بالائے سر کی طرف آیا اور بڑے خضوع و خشوع اور گریہ ناری کے ساتھ دعا مانگی کہ اے معظّم! اے مکرمہ! میں ناتواں ہوں آپ کی صریح اقتداس سے اپنے سر اور گردن کو بوجہ مرض میں نہیں کر سکتا اور نہ پہنچ سکتا ہوں۔ آپ کے لطف و کرم و عنایت کا طلبگار ہوں۔ میں یہیں ہوں مرض سے نجات دلائیے۔

اتنی دیر میں شہر برکوب کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا خواب ملا ہو سکتے ہو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ سید حسین کا مکان ہے اس نے ہماری مجلس برپائی کے اس کو جا کر یہ خط دے دو۔

شہر برکوب نے اچانک دیکھا کہ وہ بغیر مددگار کے کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ

ہے۔ اگر زیارت کا سفر قرض لے کر بھی کیا جائے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری خود ائمہ الطاہرین کے ذمے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ مانگنے کا سلیقہ آتا ہو اور دل کا آئینہ صاف ہو تو اس در سے کیا نہیں ملتا بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جو اس بارگاہ سے خالی ہاتھ واپس چلا جائے۔

آداب زیارت

سوائے مظلوم کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے باقی تمام زیارتوں کے لیے خوشبو لگا کر جائے سفر زیارت پر جانے سے پہلے غسل کر کے نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کر کے خوشبو لگائے، راستے میں یہود، لغو اور دنیاوی باتوں سے پرہیز کرے۔ راستے میں تسبیح حضرت فاطمہ پڑھتا ہوا جائے۔

آپ کی قبر مطہر کی زیارت محل فیض اور برکت نزول رحمت اللہ اور عنایت خداوندی ہے۔ علماء کرام نے آپ کی زیارت کو مستحب فرمایا ہے، آپ کا روضہ مبارک مستضعفین و محرومین و عاجزین و مظلومین کے لیے پناہ گاہ اور پریشان حال اور دکھی انسانوں کے لیے تسلی کا باعث ہے اور تاقیامت اس بارگاہ سے رحمت حق کا نزول ہوتا رہے گا اور مراویں پوری ہوتی رہیں گی۔ اکثر آپ کی قبر مطہر سے معجزات اور خارق عادات دیکھے گئے ہیں۔ آپ کی بارگاہ تمام مخلوق و مومنین اور خصوصاً اہل قم کے لیے پناہ گاہ ہے۔

حضرت معصومہ کی زیارت سے پہلے دو رکعت نماز اذن دخول اور دو رکعت نماز زیارت حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا سبحانے پھر زیارت

سے قبل اذن دخول پڑھ کر اور داخل رواق کی دُعا پڑھ کر جب قبر مطہر کے نزدیک پہنچیں آپ کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یا سر مبارک کا اندازہ کر کے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ کر آپ کی زیارت پڑھے۔ اکثر زائرین کے ہجوم میں بالائے سر کھڑا ہونا ممکن نہیں ہوتا تو دوسرے بھی سر مبارک کا اندازہ کر کے یا صرف نیت کر کے بھی پڑھ سکتا ہے۔ زیارت اگلے صفحات میں تحریر ہے۔

آپ کے حرم مطہر میں عبادت و تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل کا ثواب بہت زیادہ ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ زیارت نصیب ہوتی ہے لہذا ہمیں حرم معصومہ میں اپنے مال باپ، بہن بھائیوں اعزاء و اقرباء و احباب کو فراموش نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کی طرف سے بھی غار زیارت و زیارت پڑھنی چاہیے اور اپنے ان بزرگوں کی طرف سے بھی جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے خود محدث فقہ جعفریہ حضرت آیت اللہ شیخ شمسیر نجفی مدظلہ العالی دامت برکاتہم سے سنا ہے جب کوئی مومن زیارت کے لیے جاتا ہے تو اس کے سر تو میں فخر کرتے ہیں اور ان روحین کی ارواح ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں۔

حضرت آیت اللہ شیخ شمسیر نجفی سے یہ روایت بھی سنی ہے کہ سفر زیارت میں معصوم بچوں کو ہمراہ لانے سے زیارت قبول ہوتی ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو زیارت پر لے کر جائیں تاکہ نہ صرف ہماری زیارت قبول ہو بلکہ ان بچوں کے معصوم دلوں میں ان ذوات مقدسہ کی عزت و عظمت میں اضافہ ہو اور ان میں ذوق عبادت و شوق زیارت پیدا ہو اور انہیں بچپن ہی سے آداب عبادت کا علم ہو سکے۔ حضرت آیت اللہ شیخ شمسیر نجفی دام عہدہ

نے ایک دن شیخ ترمذی علی میں بیان فرمایا کہ کوئی شخص ان مقدس ہستیوں کے بلاوے کے بغیر نہیں آسکتا۔ یہ بارگاہ دنیا میں جنت کی ایک مثال ہے جس طرح جنت میں یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی فرشتہ قیام میں ہے کوئی قعود میں، کوئی رکوع میں، کوئی سجدہ میں، کوئی خدا کی حمد و ثناء کر رہا ہے کوئی تسبیح و تہلیل، اسی طرح اس حرم میں کوئی تلاوت قرآن حکیم کر رہا ہے کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدہ میں، کوئی حمد و ثناء کر رہا ہے کوئی مناجات، کوئی دعا مانگ رہا ہے، کوئی تسبیح و تہلیل، لیکن جو چیز اس حرم کو جنت سے زیادہ ممتاز کر رہی ہے وہ ذکر حسین ہے حرم میں کہیں مجلس برپا ہے کہیں مآتم، کہیں ہائے حسین کی آواز آرہی ہے کہیں اشکوں کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے اس حرم میں ذکر حسین کا بڑا ثواب ہے کیونکہ جن کا یہ حرم ہے ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش و آرزو اپنے جد حسین مظلوم کا تذکرہ تھا۔ آپ کتنے خوش نصیب ہیں جو ان فزواتِ مقدسہ کی خواہشوں کی تکمیل کر رہے ہیں یہ کائنات کے عمن ہیں، یہ انسانیت کے عمن ہیں یہ ہمارے عمن ہیں یہ اس احسان کے بدلے میں جو آپ ذکر حسین کی وساطت و توالے سے فرما رہے ہیں جو کچھ بھی آپ دے دیں کم ہے۔ دُعا بوقتِ گریہ جو مانگنا ہے مانگ لیجئے۔“

زیارت نامہ حضرت معصومہ قم کا شعوری مطالعہ

زائرین کرام زیارت کی قبولیت کا مسئلہ تو زائر کی محبت و عقیدت اور اس کی دلی کیفیات پر جس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں نہ دنیا میں کوئی ایسی میزان ہے جس پر عشق و محبت کو تولد جاسکے، یہ دل کا معاملہ ہے اور اس کا حال یا خدا جانتا ہے یا یہ ذوات مقدسہ بہر حال بظاہر ہر زائر کو زیارت کے آداب سے آگاہی ضروری ہے۔ خصوصاً زیارت نامہ کی معنویت و شعوری مطالعہ ضروری ہے زیارت کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

(۱) زیارت کے اوائل میں رسولوں اور پیغمبروں پر سلام ہے اور بن پیغمبروں کے اسمائے گرامی درج نہیں ہیں ان کی عظمت و مدارج کا تذکرہ ہے۔
(۲) چہار دو معصومین علیہم السلام پر سلام بشمول حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جن کی غیبت کا اور ان کے اوصاف حمیدہ و صفات جلیلہ کا تذکرہ ہے۔

(۳) بنت رسول اللہ، بنت فاطمہ و خدیجہ، بنت امیر المومنین بنت حسن و حسین، بنت ولی اللہ، ہشیرہ ولی اللہ، ولی اللہ کی چھوٹی بنت موسیٰ ابن جعفر پر خدا کا سلام ہو اور بعد سلام ان کی منزلت و رفعت و عظمت کا تذکرہ۔
(۴) زیارت کے آخر میں دعاؤں کا تذکرہ و سلسلہ ہے۔ یہ دعائیں دو حصوں میں تقسیم ہیں۔

وہ دعائیں جن کا تعلق دنیا سے ہے۔

الف، طہور قائم آل محمد کی خوشنودی و رضا مندی کی دعا۔

(ب) اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کی وساطت سے تقرب خداوندی کی دُعا۔

(ج) اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کے دشمنوں سے برأت بیزاری

(د) خالق کائنات کی اطاعت و فرمانبرداری کی آرزو۔

(ر) معرفت اہلبیت کے شعور و انداز کی دُعا۔

(س) حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی تمام

چیزوں پر یقین کامل کا مطالبہ و آرزو

(ص) پروردگار عالم کی رضا و خوشنودی اور آخرت میں اعمال کی قبولیت

کی دُعا۔

(ض) آخرت و انجام بخیر ہونے کی دُعا۔

وہ دُعا میں جن کا تعلق آخرت سے ہے۔

(ع) جنت میں اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کی قربت و رفاقت کی دُعا۔

(ب) روزِ محشر پیغمبر اسلام اور اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کے پیروکاروں

کے ہمراہ محصور ہونے کی دُعا۔

(ج) جوش کوثر پر وارد ہونے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے

ہاتھوں جام کوثر نصیب ہونے کی دُعا۔

(د) جنت میں داخل ہونے کے لیے حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی

سفارش و شفاعت کی آرزو۔

اذن دخول

يَا ذُنِ اللَّهِ وَاذُنِ رَسُولِهِ وَاذُنِ مُحْتَفَايِهِ أَدْخُلْ هَذَا
الْبَيْتَ فَكُونُوا مَلَائِكَةَ اللَّهِ أَغْوَانِي وَكُونُوا أَنْصَارِي
حَقِّي أَدْخُلْ هَذَا الرُّوضَةَ الْمُبَارَكَةَ وَادْعُوا اللَّهَ
بِقُنُونِ الدَّعَوَاتِ وَاعْتَرِفُوا بِالْعُبُودِيَّةِ وَاللِّقَابِ
وَالْأَيْمَةِ بِالنَّطَاقَةِ رَبِّ أَدْخِلْنِي مَدْخَلَ صِدْقِي
وَأَخْرِجْنِي مَخْرَجَ صِدْقِي وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا
تَّصِيرًا

داخله رواق

بِسْمِ اللَّهِ يَا اللَّهُ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ ط